

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

الحمد لله که نعمتی دیوان بلاغت عنوان یوسف مصرعانی شایسته رعنا سخیو ایانی
نمونه سال ارادت و اعتقاد و کلام سید صاحبین فوائد القوادی یعنی



نقیضه انکار که بر بار و زار شایسته فوت دستگار در آنچه راجایان مبارک کشتن شایسته کرسی آبی ری
میدین السلطنته پیشکار و وزیر اعظم دولت آصفیه التخالص به شایسته و تلمیذ حضرت آصف غلام تلمیذ

لَا رَحْمَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لَئِيْلَ الْمُؤْمِنِينَ

۸۵۷۹ دواویس ۳/۷

1001 C. 11

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

الحمد لله الذي جعله لي ان بلاغت عنوان يوسف مصر معاني شابه عننا شيواياني
تمهذه نهال ارادت واعتقد اكله رايه صين فوائد الفوائد



CHECKED

Ch...

فہرست مطالع دیوان

صفحہ نمبر	مطلع
	ردیف الف
۱	عرشِ عظیم پر کہ تہ آسمان نہ تھا
۳	سازگار اپنا زمانا ہو گیا
۵	خاتم الانبیا یا رسولِ خدا
۷	شمس الضحیٰ بدر الدجی
	یارِ بے حسیب کا جلوہ کہاں نہ تھا
	ہند سے طیب کو جانا ہو گیا
	ہو حسیبِ خدا یا رسولِ خدا
	نور الہدیٰ خیر الوریٰ

نمہ



۳۰

|

|

۱۱

|

نمبر صفحہ	مطلع
۱۵	بڑا گیا ہے پھر مراد و جگر یا مصطفیٰ آپ ہون بہر خدا اب چارہ گریا مصطفیٰ
	رولیف - ب
۱۷	مین دور ہوں مین سو فریاد یا نصیب ابتک حضور مین نہ ہوئی یاد یا نصیب
۱۸	مری والی مری مولیٰ مری سلطان عرب میری محبوب خیر پیار کے بنی جان عرب
۱۹	جو تنہا ہی مری دل کی دکھا دی یارب مرزہ راحت جان جلد سنا دی یارب
	رولیف - پ
۲۱	سوے طیبہ مجھے بلو امین آپ یا کبھی خواب ہی مین امین آپ

نمبر صفحہ	مطلع
	ردیف - ج
۲۵	ہے نبوت کا تمہارے سر تاج
۲۶	کیا تم سے کہوں براؤں کہ کیا تھا شہباز
	تھا عرض یہ وحدت کا تماشہ شہباز
	ردیف - ح
۲۸	بطحی کو جانے کیلئے ہے تیری کیا صلاح
	اسے بیقرار دل تو خدا را بتا صلاح
	ردیف - د
۲۹	اند کا دربار ہے دربار محمد
۳۰	رضائے خدا ہے رضائے محمد
	شنائے خدا ہے تنائے محمد
	ردیف - ذ
۳۱	یا محمد ہے غم الفت لذت
	تیرے سودا غمی کو ہے غم الفت لذت
	ردیف - ر

Checked
1981

صفحہ نمبر	مطلع
۳۲	مر کے عاشق جو سو خلد گئے بن بنکر ناز کرنے لگی ہر حور سہاگن بنکر
۳۴	پا گئے اللہ کو ہم مصطفیٰ کو دیکھ کر وہ محمد جسے باتیں کیں خدا کو دیکھ کر
۳۵	افسوس یہ فقیہ رہو شاہ زین ہو دو بلبل پہ ہر ستم کہ رہے وہ چین ہو دور
ردیف - ز	
۳۶	بنوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز مجھے آپ کی ہے محبت پہ ناز
ردیف - یں	
۳۸	جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کی یاس رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کی یاس
ردیف - ش	
۳۹	دل دادہ ہوں میں مجھ کو جو دلدادہ کی تلاش مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش
ردیف - ص	
۴۰	مرے نالے میں ہو یا دب اثر خاص کہ رکھیں شاہ دین مجھ پر نظر خاص

نمبر صفحہ	مطلع
رولیف - ض	
۴۲ دلو ہے روپے پیمبر سے غرض	آئئے کو ہے سکندر سے غرض
رولیف - ط	
۴۳ ہجرتین رکھتا ہر دل در و نہان ہوا ارتباط	آئنگہ رونے سے زبان آہ و فغان ارتباط
رولیف - ظ	
۴۵ پسند تیری سنون میں کیا واغظ	ہے محبت مری غدا واغظ
رولیف - ع	
۴۶ چھلکے بیٹھوں تو ابھی ہو غم فرقت مانع	نالہ کرتا ہوں تو ہوتی ہے محبت مانع
رولیف - غ	
۴۹ جو حضرت نے محبت کا دیا داغ	میں سمجھا ہے چراغ دعا داغ
رولیف - ف	

نمبر صفحہ	مطلع	
۵۰	ہر آپکی جو گرمی بازار ہر طرف	یوسف کے پھر ہر مہین خریدار ہر طرف
	ردیف - ق	
۵۲	کبھی تپان ہو کبھی شکبار ہو عاشق	تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
	ردیف - ک	
۵۳	ریخ و غم در دو عالم دل پہ اٹھائیں کبتک	ہجر میں آپ کے ہم شور مچائیں کبتک
	ردیف - ل	
۵۵	دیتا جو روز اک مجھے پروردگار دل	کرتا خوشی سے میں شردین پرند دل
	ردیف - م	
۵۶	وقت کے صدی سہند میں کبتا اٹھائیں ہم	جی میں ٹھنی ہے یہ کہ مدینہ کو جائیں ہم
	ردیف - ن	
۵۸	مری درد کی ہر توان کہوں جہنم تو کیا کروں	کہ تہدین ہو مگر نہ ران کہوں جہنم تو کیا کروں

۶۰	دیکھو رسول حضرت سبحان ہی تو ہین	جنہر فدا ہین میری دل و جان ہی تو ہین
۶۲	یا محمد کی ہم اس در پر صدا دیتے ہین	حاضری اپنی انہین روز سنا دیتے ہین
۶۴	دیر و حرم گئے تجھے ڈھونڈا کہا کہاں	ہم کو لیے پھر ہے یہ سودا کہاں کہاں
۶۵	جسکو ہم سب شریکی مدنی کہتے ہین	اہل جنت اسے سرو چینی کہتے ہین
۶۷	غم فرقت میں ادھر دیدہ تر کہتے ہین	اور اُدھر جلتے ہوئے داغ جگر کہتے ہین
۶۸	جو لوگ جلوہ خیر البشر کو دیکھتے ہین	ہم انکی آنکھ کو انکی نظر کو دیکھتے ہین
۶۹	وہ آدمی ہی کیا جو تہی پر بند انہین	کچھ بھی انہین جو عشق شہدہ سر انہین
۷۱	الہی شوق دارمان دلو کیوں تڑپاؤ جاؤ ہین	یہ کیسی یاد آتی ہے جو ہم گھبرائے جاؤ ہین
۷۳	دل ہوا معرفت سے جب روشن	ہو گئے راز سب کے سب روشن
۷۴	جوابات کہ ہر قاصد شاہ مدنی میں	آئی ہونہ آئیگی وہ سرو چینی میں
۷۵	پیمبروں میں کوئی ایسا آفتاب نہین	حضور احمد صحت رکا جو اب نہین

نمبر صفحہ	مطلع
۷۷	ہاتھ آجائے جو محشر میں تمہارا دامن
۷۸	ہرین وہی سست مہین جو ہر جاتے ہیں
	مجھ گنہگار کو ہو جاے سہارا دامن
	ہمسے تو غم نہ جائینگے سہے جاتے ہیں

ردیف - و

۷۹	پیش جب بہر شفاعت کریں اور مجھ کو	میرا اللہ کرے گانہ کبھی رد مجھ کو
۸۰	دینے کو چلو دربار دیکھو	رسول اللہ کی سرکار دیکھو
۸۳	گلشن عالم میں لاکھوں گلبدن ہیں لہ رو	ایک مین بھی تو نہ پایا ہمنے تیرنگ دلو
۸۵	پھر کیا یاد مشہ مطلبی نے مجھ کو	مزدہ وصل سنایا مرے جی نے مجھ کو
۸۶	اے شاد چلو شاہ کے دربار کو دیکھو	آنکھوں سے وہیں جلوہ دلدار کو دیکھو
۸۸	دل مرا ہجرین کس طرح سے ناشاد نہو	دور افتادہ کی برسوں جو وہاں یاد نہو

ردیف - ۵

۸۹	تری ذات ایک ہی یا خدا تری شان جل جلالہ	ہنہیں تجھسا ہی کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ
----	--	--

نمبر صفحہ	مطلع
41	ابو امین مجھو شاد جو سلطان مدینہ جاتے ہی مین ہو جاؤنگا قربان مدینہ
۹۳	اس دل مین ہر دم سے تمنا ہے مدینہ یار کبھی مجھ کو بھی نظر آئے مدینہ
ردیف سی	
45	کن کہتے ہی نمود ہوئی بے نمونگی عالم پہ بات گلگتھی نا بود بود کی
۹۶	میں امت رسول کے تہی پر ہوئے کینہ کنہون دلع فلک پر چڑھے ہوئے
۹۷	دونوں عالم سے ہو کیونکر نہ مجھے چربی میری آنکھوں مین سمائی ہر تری چوگری
۹۹	احمد کے سوا عشق کسی کا نہ کرینگے ہم عاشق صادق مین تو ایسا نہ کرینگے
۱۰۱	لب خشک مین ل مہر آنکھوں مین سی کیا عشق محمد مین یہ سوز جگری ہے
۱۰۲	چل اے دل دیوانہ کہ اب گھر سے چلینگے جانا ہے مدینہ کو ہم مین سر سے چلینگے
۱۰۳	یابنی نزع مین شیطان کا کھٹکا کیا ہو آپ ہی مین کیسی مجھے پروا کیا ہے
۱۰۵	مدینہ بھی خداوند اعجب پر نور ہے جہان ہر وقت اور ہر دم تری جڑ سے ہے

مطلع

نمبر صفحہ

۱۰۶	جو خدا ان پر ہوں باہر کو ہوں یا گھر والے	وہی کہلاتے ہیں لاریب پیمبر والے
۱۰۸	تجھی کو جانتے ہیں اور ماسوا کیا ہے	تجھے ہی چاہتے ہیں اور مدعا کیا ہے
۱۰۹	ساری خلقت ہو فدائی آپ کی	نقد جان سے رونمائی آپ کی
۱۱۱	ساجِ لولاک ہے شایانِ رسولِ عربی	برقِ شانِ خدا شانِ رسولِ عربی
۱۱۲	فقط تارم احمد مرے دلنشین ہے	سوا انکے اس گھر میں کوئی نہیں ہے
۱۱۳	شگفتہ یان ہر اک دلی کلی ہے	ارم ہے جو دینے کی نگلی ہے
۱۱۵	حضور میں جو طلبِ ایکبار ہو جائے	ہنال آپ کا اُسید وار ہو جائے
۱۱۷	محمد پہ دل اپنا شہید ہوا ہے	ستارہ نصیب کا چمکا ہوا ہے
۱۱۸	دستِ مرے دلمین یہ کشاد ٹھنی ہے	دیکھو ن میں اُسے جا کو جو کی مدنی ہے
۱۲۰	باغِ شرب سے محبت کی بہا آتی ہے	غنچے غنچے سے مجھ بوی و فانی ہے
۱۲۲	گوشانِ محمد کی شانِ بشری نکلی	وحدت کی کسوٹی پر چاندی یہ کھری نکلی

مطلع

نمبر صفحہ

۱۲۳	کعبے کا بھی ہو اور مدینہ کا سفر بھی	۱۲۳	لے شاد مراد دل تو ادھر بھی ہو ادھر بھی
۱۲۴	مجھ کو دیدارِ مدینے کا خدا را ہو جائے	۱۲۴	دل مشتاق کا اُس در پہ گزارا ہو جائے
۱۲۵	نظرِ لطیف ادھر بھی شہِ دین تھوڑی سی	۱۲۵	دلِ محزون کو تسلی ہو کہہ دین تجھ کو طبیسی
۱۲۶	شان کیا شانِ علاء ہو احمدِ تختِ لُکی	۱۲۶	اللہ اللہ کلِ خدائی ہے اسی سرِ کل کی
۱۲۸	عشقِ احمدِ مین یہ شوریدہ سری رہنوشے	۱۲۸	لے جنون تیرے خدا پر بھری رہنوشے
۱۲۹	رسول اللہ آئے ہیں جہان سے	۱۲۹	ہمیں ہو واقفیت اُس مکان سے
۱۳۱	طیبہ اگر مین جاؤں حاصل ہو شادمانی	۱۳۱	جانی رہی دلی یہ کاشش بھانی
۱۳۳	خاکِ پاے نبوی شاد ہو پاتے جاتے	۱۳۳	اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ بنا کر جاتے
۱۳۴	عاشقِ پڑیا الہی تو عشقِ مین اڑوے	۱۳۴	اپنے نبی کے دل مین میری جگہ تو کر دے
۱۳۶	مدتِ عمرے دلمین چہ سوز و روت ہے	۱۳۶	غمِ ہجرِ محمد کا مجھے شاد فزون ہے
۱۳۷	ہم خیالِ رخِ پُر نور مین حیران ہو گئے	۱۳۷	یا آئینے جو گیسو تو پریشان ہو گئے

مطلع	نمبر صفحہ
شوقِ بابوس مجھے ذوقِ نزا ہوتا ہے	۱۳۸
جس طرح لیلہ کے محبوبوں جلوہ گر محفل میں ہے	۱۳۹
خودی اپنے دل کو شائے بنے گی	۱۴۰
تجسسے وہ بختِ شوائین کو روزِ جزا مجھے	۱۴۱
کیجے گا سرِ فرارِ شہرِ دوسرے کبھی	۱۴۲
باوینِ رب بہرِ استقبال آکر لیگی	۱۴۳
خارا آنکھوں سے ایسا شاد دور ہوتا ہے	۱۴۵
نامِ ہم آپکا لیتے ہوئے مرجائینگے	۱۴۶
اپنا آقا سیدِ ابرار ہے	۱۴۷
سارا ظہور آپ ہی کو دم قدم سے ہے	۱۴۸
خدا کو واسطے میرا پیام پہنچا دے	۱۵۰
نام احمد سے یہاں عشق سولہ ہوتا ہے	
اس طرح حبِ محمد جاگرین ازل میں ہے	
ہمیں تو خدا سے لگاے بنی گئی	
یارِ نبی جلیکے ہی آسرا مجھے	
بلوایے گا مجھ کو رسولِ خدا کبھی	
جب صبا خاک اپنی بطنیا کو اڑا کر لیگی	
نبی کے نام سے ہر کمپور ہوتا ہے	
آپ کے عشق میں دنیا سیر گزار جائینگے	
مر جا کیا طالبِ بیدار ہے	
رونی جو دو جہان میں ہی شاہِ احم ہے	
صبا حضور کو جا کر سلام پہنچا دے	

نمبر صفحہ

مطلع

محکم

۱۵۲	مین فدا تم پل و جان سے ہوں اکو میری	محکم بلو الو مدین شہر مطلبی
۱۵۵	تو وہ ہے فخر رسل صاحب لولاک بنی	سارے عالم کی تری شان کے ہون بنی
۱۵۸	باغبانِ اولی کا تو ہے محبوب بنی	یتیم دم سے ترو تا زہ چمن مطلبی
۱۶۱	رتبہ خاص کو پہونچانہ ترے کوئی بنی	شان والا سے تری سبکی رہی شان بنی
۱۶۴	ہو ختم تجھ پر با بنی سب سرور کی سروری	اے سرورِ پندیران کسکو تجھ سے ہم سری

قصیدہ

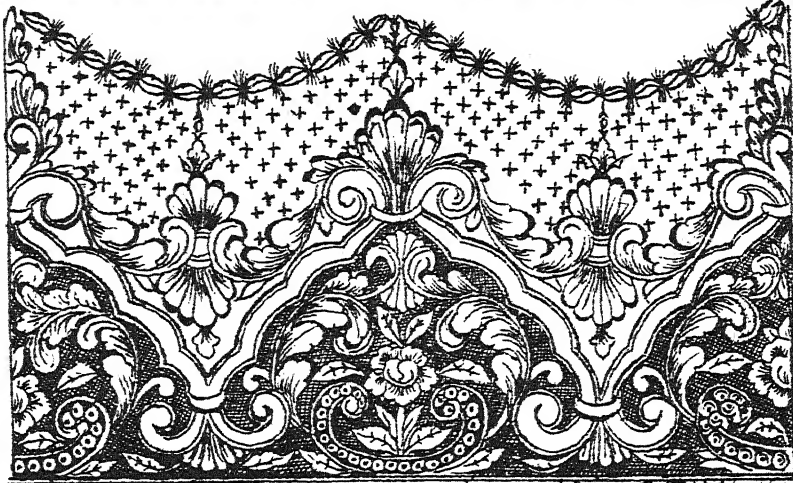
۱۶۶	مے وحدت سے آج ہوں مخمور	باوہ عشق کا ہے دل میں سرور
-----	-------------------------	----------------------------

سلام

۱۶۵	خالی اصغر سے جو جھولار لگی	کانپ کران کا کلیجا لگی
۱۶۷	ذکر ہے خبیہ کا سجاد کا	مجرنی یہ مشغلہ ہے شاد کا

نمبر صفحہ	مطلع
۱۶۹	سوز خوان ہم جو ہو چاک گریبان ہو کر
۱۸۱	تصویر شعلہ الجنباب رہتا ہے
۱۸۲	اے سلامی حال اپنا زار ہے
	لوگ مجلس میں گرے بخود گریبان ہو کر
	خیال روے رسالتاب ہوتا ہے
	غم میں غم کے چشم دریا بار ہے
مخمس	
۱۸۳	اے سلامی غم کی کشتی کا تو منکر کھول دے
۱۸۸	مدا اللہ کہ نسبت لہلہ چھوٹے
	کھول دے بھر خدائے بھریمیم کھول دے
	جو شجاعت کے وطنی تھوڑا چھوٹے





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

۲۰ رجب ۱۳۱۸ھ

یارب تری حبیب کا جلوہ کہاں نہ تھا

بس آپ تھی کیا کوئی اور دان نہ تھا

سجدی کر لائق اور کوئی آستان نہ تھا

عرش عظیم پر کہ تیرا آسمان نہ تھا

معراج میں حضور ہو جبکہ باریاب

احد کے در پہ اس لیے مین جہہ سار ہا



تڑپا یا کیلے مجھے اپنے فراق میں	منظور آپ کو مرا امتحان نہ تھا
اک آپ ہی کی یاد ہی نزع میں فریق	پاس اور کوئی میری دم امتحان نہ تھا
جلوہ فلک تھانور جیسی سے حضور کا	ہستی کا غرض ویش کی مہم و گمان نہ تھا
پوچھا کبھی نہ آپ نے کیا حال ہی ترا	اتنا خیال بھی مرا ایجاں جان نہ تھا
لاکھوں پیامبر تھے مگر نشان کبریا	اس نشان کا اس آن کا کوئی جان نہ تھا
معراج میں حضور جو بدعو خدا کرتے تھے	خلوت تھی کوئی اور دن میہان نہ تھا
ہوتے تھے صد زبان سے حورو پرئی جن	اس مرتبہ کا کوئی بشر بیگمان نہ تھا
حضرت کو دم قدم سے یہ دلق بڑی ہی سب	اسلام کا جہان میں پہلا نشان نہ تھا

کیون دروغم کی نشا کر کچھ بھی دوانہ کی

کیا اُسکا حال آپ پر حضرت عثمان نہ تھا

۲۰ رجب ۳۱۸ھ

سازگار اپنا زمانا ہو گیا	ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا
ہمنے خود نقل مکان یان ہو گیا	موت کا تو اک بہانا ہو گیا
دفن شیربین ہوا لاشہ مرا	ابسا کا ٹھکانا ہو گیا
بت پرستی اب کہان باقی ہی	اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا
در پہ تیر کیون نہوں میں جہہ سا	قبلہ تیرا آستانا ہو گیا
تیر مہرگان کو ہی میری دسوائس	صدیہ انکانشانا ہو گیا
کھوکے اپنے کو اُسو حاصل کیا	لودل وحشی سیانا ہو گیا

Checked
1987

جب سحر و جادو کا ہوا لکھو خیال

پھر لیٹ آئی گلستان میں بہا

مست رہتے ہیں خدا کی یاد میں

ہر طرف ہی اسکی صورت جلوہ گر

کافرو مومن یہ دونوں ایک تھر

اپنا مشرب ہو گیا اب صلح کل

تھا جو بیگا نہ یگانا ہو گیا

اپنا آباد آشیانا ہو گیا

مے کشی چھوٹے زمانا ہو گیا

دل مرا آسینہ خانہ ہو گیا

صرف ملت کا بہانا ہو گیا

دل جو نادان تھا وہ دانا ہو گیا

کفر چھوڑ اپنی کے مے توحید کی

زنگِ نشا اب عاشقانہ ہو گیا

۱۵۔ محرم ۱۳۱۹ھ

خاتم الانبیاء یا رسول خدا	ہو حبیب خدا یا رسول خدا
بعد اتر کے آپ کی ذات ہے	شاہ ہر دوسرا یا رسول خدا
کیون نہ پر نور ہو دو جہان آپ ہی	آپ نور خدا یا رسول خدا
لفظ احمد میں شامل ہی لفظ احد	رب سب کو ہو خدا یا رسول خدا
محبور و نازل سے تمہارا ہی عشق	تم پہ ہوں مبتلا یا رسول خدا
سید ہی رہتے کیون ہوں گے گمراہ ہم	آپ ہیں رہنما یا رسول خدا
کر رہا ہے فلک مجھ ظلم و ستم	بسبب کج خطا یا رسول خدا
دو جہان میں ہی کافی مری واسطی	آپ کا آسرا یا رسول خدا
ہوں گنہگار میں بخشو او مجھے	یا شفیع الود یا رسول خدا

صاحب تاج ہو شاہِ لولاک ہو	تم ہو خیر الورا یا رسولِ خدا
آپ کی خاکِ پا ہو سیر اگر	ہو مجھ کے کیا یا رسولِ خدا
ہجر کا ہے مرضِ سخت یا رہون	وصل کی دو دوا یا رسولِ خدا
تم کو دیکھا تو دیکھا خدا کا جمال	تم ہو حق نبی یا رسولِ خدا
میرے دل سے مٹے ماسو کا خیال	ہی ہی مدعا یا رسولِ خدا
میری مشکل بھی تہ آسان ہو	تم ہو عقدہ کشا یا رسولِ خدا
اب نظر خواب میں بھی نہیں آتی ہو	کیون ہو مجھ سے خفا یا رسولِ خدا
سوے طیبہ مجھ کو یاد فرمائیے	جی ہو گھبرا گیا یا رسولِ خدا
مرتے دم آپ کا مجھ کو دیدار ہو	یا رسولِ خدا یا رسولِ خدا

آپ پرین فدا یا رسول خدا	آپ کے نام کی رٹ لگی ہے مجھے
ہے مری یہ دعا یا رسول خدا	بول بالامر شاہ آصف کا ہو

نشا کہو مجھے آل و اولاد سے

ہے یہی التجا یا رسول خدا

عزۃ محرم ۱۳۱۹ھ

نور الہدیٰ خیر الوریٰ	شمس الضعی بدر الدجی
یا شافع روز جزا	میری شفاعت تم کرو
ہین آپ فخر انبیا	سب سے فزون ہے مرتبہ
کیا شان ہے صلّ علی	بعد از خدا ہین آپ ہی

بلو او طیبہ میں مجھے	اے میرے شاہ دوسرا
لے دستگیر یکسان	تم ہو ضعیفون کے عصا
محبوب آپ اللہ کے	ہے آپ سے راضی خدا
بیمار ہوں فرقت کا مین	اس درد کی کیجیے دوا
ہے ذات تیری شانِ ب	میں یہ کہو نگا بر ملا
دیکھوں تجھے میں مرنے دم	آئے نظر حسبِ لہو ترا
ہاں ہنس سائی کیجیے	پہنچے برون کے پیشوا
کیا فخر ہوا اور اب مجھے	کہلاتا ہوں میں آپ کا
جب یاد تیری دل میں ہو	کب ہو خیالِ ما سوا

ہوتی نہیں کچھ بندگی	گھیرے ہیں یہ حرص ہوا
وہ نور حسن رخ کا ترے	خوشنید کو کر دے سہا
پاس اپنے مجھ کو کھینچ لو	میں کا دہون تم کہہ رہا
حل کیجیے عقدے مرے	ہیں آپ ہی مشکاکش
دونوں جہان میں اک تھمیں	ہو مصطفیٰ اور مجھے
آصف ہیں فیروز سہ	دل سے ہے میری بیضا

دشادر کہ تو شاد کو

حق سے یہی ہے التجا

۳ - ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

دل میں کب عشق محمدؐ سے پیدا ہوا

ہو گئی وصلِ حقیقی کی حقیقت معلوم

انبیاءِ سارے جلو میں تھو عنانِ گیر خرام

گرمیِ عشق نے پھیلائی ہے ایسی خشکی

نیت اور ہمت میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے

ایک قطرِ یون ہوئی بھر کی ہستی نہان

ہوں گرفتارِ وفا خانہ زندانِ معلوم

مقدمہٴ میل سے دریا کی ہے غطست پیدا

روح جا بگی مدینہ کو زیارت کے لیے

مشکبوزِ لفظِ نکاحِ کس دن مجھے سووا ہوا

شبِ معراج کسی بات میں پردا ہوا

چاند تاروں میں رنارات کو تنہا ہوا

سوج زنِ اشک مرار و کش دریا ہوا

فہم میں اس کو کب آیا ہے جو دانا ہوا

کہ سیلابِ مگر صورتِ دریا ہوا

عاشقِ یار رہا طالبِ دنیا ہوا

قطرہٴ آبِ کبھی رونقِ دریا ہوا

جسمِ خاکی کو اگر جانے کا یا رہا ہوا

شاد نے کٹ بنایا ترے در کو کعبہ

بچھڑا کتبے در پر مرے مولیٰ نہوا

۴- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

یابنی ہجر میں دشوار ہے جینا اپنا

اسکا ہر رنگ میں جلوہ نظر آئے گا ضرور

دلِ حسرت زدہ کی پیاسِ بھجاوی ساقی

نقشِ حبِ آپکا ہو جائے جو کندہ دل پر

نشہ عشق سے سرشار رہا کرتا ہوں

داغ پر داغ دیے ٹائے شکر فرج مجھ

ریشک گلزار بنا داغوں سے سینا اپنا

کھول کر دیکھے کوئی دیدہ بیست اپنا

بھڑکی ساغر کو مرے کھول دے مینا اپنا

کرے تسخیر سلیمان کو نگینا اپنا

شغل ہے بادہ تو حید کا پیتا اپنا

یوں نکالا فلک پیر نے کینا اپنا

سچ ہوا زل سے شرافت کی توقع ہی نہیں	جو ہر آخر کو دکھائے کمینا اپنا
ہر نفس ذکر میں مشغول ہو جب ہر فر	درتہ حق یہ ہے کہ بیکار ہے جینا اپنا

نشاد کچھ برجِ حوادث سے نہیں ہم کو نظر
کہ خدا پارِ گادے کا سفینا اپنا

۴- جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

کیون ہے چین الہی دل مضطرب اپنا	کہ کسی طرح سے قابو نہیں اسپر اپنا
جنکو کہتے ہیں محمد وہ ہیں پڑ سلطان	جسکو کہتے ہیں مدینہ وہ ہیں کشور اپنا
کیون نہیں روضۂ اقدس کی یارتی	کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کو مقدر اپنا
اوج پر اپنے نہو بخت کو کس طرح سنا	آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سراپنا

حلقہ گیسو احمد مین پھنسا طائر دل	بڑھکے بڑی مین ہما سے ہر کو تر اپنا
پایہوسی کی تمنا نہیں نخلی اب تک	کیا ابھی دیکھین دکھاتا ہی مقدر اپنا
کون اٹھاتا ہی کہ ہم نقش قدم کی صورت	در اقدس پہ لگا بیٹھے مین بستر اپنا
روے انور کا تصور ہے مین آٹھ پھر	آپکے جلوہ سے یہ دل ہے منور اپنا
بندے اللہ کو مین عاشق احمد بھی مین	کس طرح سب نہو مرتبہ بڑھکر اپنا
نعت گئی کا شرف ہم کو خدا نے بخشا	اور ج پر نعت ہے یا وہی مقدر اپنا

بندہ معتقد و عاشق صادق ہر شلا

تذکرہ سب کی زبان پر ہو گھر گھر اپنا

۷۔ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ

سرورِ انیس الضحیٰ یا نبی بدرالتجیٰ

احمٰد بے بیم ہے واجب العظیم ہی

ناسخ احکام ہے حجت اسلام ہے

باغ وحدت کا ہی گل اور ہے ختمِ رسل

نزش سے جیش پر شکستید و قمر

سیلِ کوئین ہے مجمع البحرین ہے

خواجہ ہر دوسرا مالکِ ارض و سما

تجھے پہنچو ہر دل میں جو مکتوم ہے

چارہ آزار ہے عیسیٰ بیمار ہے

عقل کل نور الہدیٰ شاہِ دین خیر الورا

صاحب التکریم ہی مصطفیٰ بعد از خدا

دافع آلام ہے وہ رسولِ مجتبیٰ

ہر طرف سے شور و غل اور ہی یہ ہی صدا

ہو گیا تھا جلوہ گر حق نے سب سمجھادیا

رحمت دارین ہے شافعِ روزِ جزا

گم ہو نکا رہنما سب جہاں کا پیشوا

راز سب معلوم ہی کیا کہون میں ماجرا

حرزِ جان زار ہے ناتوانوں کا عصا

<p>ہے لظاہر مصطفیٰ اور باطن میں خدا دیکھو نگارِ روضہ تراں کے کا پھر حوصلہ رات دن ہر بجلی دل میں میری کھلبلی</p>	<p>ذات سے اسکی شہادت نہیں اصلاً جدا جانبِ بطعیٰ مرا جاے گا جب قافلاً دیکھو نہ میں تیری گلی اور کہوں صلِ علی</p>
<p>مشاد کو شادان کرو آپ یہ احسان کرو مشکلین آسان کرو ای مرے مشکلا کشا</p>	
<p>بڑ گیا ہے پھر مراد و جگر یا مصطفیٰ آپ کے خسا کیا ہیں رشکِ مہر و ماہِ بین ہر مرضِ وقت کا مجھ کو راندنِ بچینِ بین روضہٴ اقدس کی درباری عطا فرمائیے</p>	<p>آپ ہوں بہرِ خدا اب چارہ گریا مصطفیٰ پھر نہ کیوں قربان ہوں شمعِ قمر یا مصطفیٰ کس طرح راحت ہے ہوگی اب بسیر یا مصطفیٰ تھا گیا ہوں پھر تو پھر تے دیدار یا مصطفیٰ</p>

ہوئے دوا پنا سفینہ ہی اگر طوفان میں

مصحفِ روئے مبارک کا تصور ہو مدام

آپ ہی کو نام پریش س الضحیٰ بدر الدجی

اگر کے میں پہنچوں مدینہ نبینان بوجہ گل

کچھ تو بیمار جدائی کو تسلی چاہیے

جسے پہچانا تمہیں بھولا وہ اپنی آپ کو

دیکھتا ہوں ذری ذری میں جمالِ پاک کو

بہر ہر پر خاش ہے سارا زمانہ میری تہ

گرتے پڑتے طر کر ونگا منزل مقصد کی راہ

نا خدا جب تم پہ پھر کی کیا خطر یا مصطفیٰ

ورد ہے قرآن کا شام و سحر یا مصطفیٰ

آپ ہی کا ہی قلب خیر البشر یا مصطفیٰ

شوق کی لہجائیں مج کو بال و پیر یا مصطفیٰ

خواب ہی میں لیجیے اگر خبر یا مصطفیٰ

با خبر جو ہے وہی ہی پہنچے یا مصطفیٰ

ہو گئی میری نظرب پردہ دریا مصطفیٰ

مہربانی کی رہی مجھ پر یا مصطفیٰ

طالع بیدار ہو کر رہا ہے یا مصطفیٰ

لوگ ہنستے ہیں گناہوں پر مری اور شرم	روقی ہے ہر وقت میری خیم پر یا مصطفیٰ
یا بنی صل علی صل علی صل علی	ورد میرا ہے یہی آہوں پہر یا مصطفیٰ
درد دل خاصیتِ مان بھی پیدا کرے	ہوا اگر چشمِ عنایت چارہ گریا مصطفیٰ

نشاد ہوا کہ عمر سے امیدوار ہیں

حال پر اس کے ہو حمت کی نظریا مصطفیٰ

ردیف ب

۲۱۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

مین دور ہوں مری سہ فریاد یا نصیب	ابتک حضور مین ہنوی یا دیا نصیب
پایانہ درد آہ کے کیوں بے اثر ہوں	فریاد کرتے ہیں لب فریاد یا نصیب

ہم اور اُنکے کوچرین نقش قدم بنیں	افتاد ہو تو ایسی ہوا افتاد یا نصیب
کس طرح انکی زلف کی تصویر کھچ سکے	ہل کھارہے خامہ بہر او یا نصیب
کہتا ہے شوق لغزش پاس نہ خوف کر	آفتادِ عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب
تشریف لائیں آپ کبھی ہن کان میں	ویرانہ دل کا میری ہو آباد یا نصیب

تو اور مدینے جا کے رہے طالع بلند	
مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب	
۳۲۔ جمادی الاول ۱۰۹۱ھ	

میری والی مرے مولیٰ مرے سلطانِ عز	میری محبوبِ پیارے بنی جانِ عز
لاکھوں مبعوثِ پیمبر ہو اس عالم میں	کون حضرت سا ہو اشانِ عجم جانِ عز

شہر مکی مدنی آپ ہی کہلاتے ہیں	آپ کے تحت تصرف میں ہو میدانِ عرب
چمنستانِ نبوت کا وہ ہر سرور بھی	اُس کے دم سے ہو تر و تار و گلستانِ عرب
بلقان گہو سارے بلاغت کو تری	اور قائل میں فصاحت کے فصیحانِ عرب
دہاک و تیری شجاعت کی ہو دلیپ بھی	نام سن سن کر اترتے ہیں شجاعانِ عرب

ہندی و رومی و مکی مدنی سب ہی شہلا

جان و دل سے ہیں مطیع خدیویشانِ عرب

۲۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

جو تمنا ہے مری دل کی دکھا دی یارب	مژدہ راحت جان جلد سناوے یارب
ہاں بس یاد دہ تو حیدر عطا کر مجھ کو	جلوہ ہر رنگ میں تو اپنا دکھا دے یارب

یہ دعا ہے کہ اگر باد صبا آج آئے	کچھ نوید طرب آمیز سنا دے یار
تائبے ماوشما کے یہ رہیں گی جھگڑی	خواب غفلت سے ہمیں جلد بگا دے یار
نا خدا تیرے سوا کوئی نہیں ہی اپنا	بحر عصیان سے ہمیں پار لگا دے یار
مے تمنا کہ مدینہ کی زیارت کر لون	اپنی محبوب کا توروضہ دکھا دے یار
زندگی ہی میں چکھا دیے توحید ہمیں	یہ لگی دلی جو ہر اسکو بچھا دے یار
تابش مہر قیامت کی ہمیں تاب نہ ہین	دامن احمد مرسل کی ہوا دے یار
دین و دنیا میں کہیں ہونہ مری رسوائی	عیب جتنی ہین مری انکو چھپا دے یار
موت کے آئینہ کا کچھ خوف نہیں ہی مجھکو	تو دینے میں اگر حکم قضا دے یار

مرض ہجر کا بیمار ہے مدعی یہ نیک

دارود مسل محمد سے شفا دیار

ردیف پ

۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سُوے طیبہ مجھے بلو آئین آپ	یا کبھی خواب ہی میں آئین آپ
پئے دیدار ترستا ہوں میں	جلوہ اپنا کبھی دکھلاؤں آپ
بندہ پرور کی کریمی ہے یہ	ہم گنہگار ہوں شرمائیں آپ
آزنی کہنے کی طاقت نہ رہی	اب تو خادم کو نہ ترسائیں آپ
دین و دنیا کی ہو دولت حاصل	یا نبیؐ گر مجھے ملجائیں آپ

شاد کے حال پہ اتنا ہو کر کم

وہ جو مانگے اُسے دلو امین آپ

ردیف ت

۳۰ - ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

واعظا تیرے لیے ہے یہ جنت

کہ ہمیں طالبِ مولیٰ کو یہ جنت

کیون نہ ہوا اپنے لیے گوشہ جنت

کہ دکھاتی ہی یہی صورتِ جنت

پھر نہ ہرگز وہ کہیگا ملے جنت

کس طرح ہوگی بھلا بسترِ جنت

کیا کرے لیکے جو ہو عاشقِ جنت

کیا کرین لیکے مکانِ گزہ ملے ہو مکین

دل کے داغوں نے کھلایا ہی چمنِ جنت

جنبشِ تارِ نفس سی ہو صدا ہو ہو کی

ماسوا سے غرض انسان نہ کہیگا اگر

صرت افزا ہے محمد کی جدائی یارب

جسکو ہوا اپنے گناہوں سے نجات حاصل	کھینچ لیگی اُس روزخ سے باغ جنیت
جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت لیل	اسی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنیت

بٹھکر شاد کرو گو شرین اللہ اللہ
 اہل ہی جائیگی تمہیں روز قیامت جنیت

ردیف ث

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

یابنی بچپن ہوں بھر زیارت الغیاث	مہراج معرفت ماہ رسالت الغیاث
تا بکے محرومی قسمت کا میں شکوہ کروں	روضۂ اقدس کی ہو جائی زیارت الغیاث
آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیوں کی واسطی	الغیاث اور شافع روز قیامت الغیاث

کیا کروں جنت کو لیکر آچکا عاشق بہن	ہر فقط دیدار کی خادم کو حسرت الغیث
دیر کیا ہے آئیے بخشش کا مزدہ دیکھیے	آپ کی ہر ذاتِ حمت بھر امت الغیث
تپکے در کی گدائی فخر ہے میرے لیے	کیا کروں میں لیکر حشمت شکوت الغیث
کہتے ہیں اکثر مسلمان مجھ کو کافرانہی	مجھے تہمت صرتوں ہیں اہل شریعت الغیث
میرا مسلک اور ہے اور ان کا مذہب اور ہے	کیا یہ جانیں گے جہاں ہر طریقت الغیث

گو ہر مقصود جو ہے نسا کر آجائے ہاتھ

جوش زن ہر جلد اب دریا حمت الغیث

ردیف ج

۱۲- ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

ہے نبوت کا تمہارے سرتاج	بزم توحید کے تم ہی ہو سراج
کہتے ہیں آپ کو سب ختمِ رسل	اس لیے آپ ہیں سب کے سرتاج
درد مندوں کے مسیحا ہیں حضور	دردِ دل کا مرے ہو جائی علاج
جوشِ زن آپ کی الفت یہ ہوئی	دل مرانگیا بجڑ تواج
الغیاث اے مری سلطان کہ ہوا	ملکِ دل چرخ کے ہاتھوں تاراج
مومنو موت جسے کہتے ہیں	عشق بازوں کو لیے ہے معراج
کیا کروں عرض میں دل کا احوال	ق کیا کہوں کیوں ہی پریشان مزاج
آپ سے حال نہیں پوشیدہ	آپ کے ہاتھ میں ہے میرا علاج

دلِ ناشاد کو اب کیجیے شاد

بس اسی بات کا مین ہوں محتاج

غزہ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

کیا تم سے کہوں راز کہ کیا تھا مشعر ج	تھا عرضِ پُردیت کا تماشا شبِ معراج
احمد پہ کھلا عقدہ احد کا شبِ معراج	تھی شانِ خدا نشانِ علی شبِ معراج
حاضر ہوئے لینے کیلئے آپ کو جبریلؑ	سامان ہوئے جبکہ ہیا شبِ معراج
کہتے ہیں احد کس کو کسے کہتے ہیں احمدؑ	عالم پہ ہوا حل یہ معما شبِ معراج
خود ذات ہی تھی احمد و محمود و محمدؑ	آئینہ عرفان میں جو دیکھا شبِ معراج
کہتے ہیں بسیط اُس کو کہ ہو جزو نہ اُس کا	اس رمز کو اس بھید کو پایا شبِ معراج
جھگڑا تھا جو دنیا میں ازل اور ابد کا	اُس کو بھی محمدؑ نے چکایا شبِ معراج

کہتے جسے عرفان میں معراج ہی ہے

اک قرین ایض ہو درگاہ قرب نوافل

تھے سارے نبی ساتھ محمدؐ کی جلو میں

یک ذات جو ہو جائے اُس کہ تو ہیں توحید

قوسین کا تھا فرق خدا اور نبی میں

ارواح کا اجماع تھا افلاک اس شب

خورشید کے مانند عیان ہو گیا سب کچھ

مَنْ يَنْقُ إِلَى آيِنٍ وَمَا لِحَاصِلٍ فِي الْبَيْنِ

عاشق محمدؐ احمد کا نہیں کہتے سلمان

حضرت زوہان جاوید باشب معراج

یہ دونوں کو دونوں کی بجائے معراج

الیاسؑ حضرت عیسیٰؑ کی شب معراج

تھایہ ہی فقط ایک نتیجہ شب معراج

حائل نہ ہو کوئی بھی پر شب معراج

وحدت میں تھا کثرت کا نہ تھا شب معراج

کچھ بھی نہ رہا آپؐ سے انخاف شب معراج

اس فکر کا ظاہر ہو معنی شب معراج

وے آ کے گواہی تو خدا را شب معراج

یہ رمز یہ اسرار ہیں ای شاد سمجھ لے
بندہ ہی حقیقت میں تھا مولیٰ شب معراج

دلایف ح

۱۸- ذیقعدہ ۲۰ ۱۳۱۵ھ

بطنی کو جانیکے لیے تیری صلاح	ای بقیرار دل تو خدا را بتا صلاح
میرا شفیق تیرے سوا اور کون ہے	کوئی بھی مجھ کو دیگانہ تیری سوا صلاح
دکار خیر حاجت پہنچ استخارہ نیست	واعط سے جا کر کیا نین پوچھتا صلاح
سوے مدینہ کھینچ رہا ہے خیر شوق	ای دل بتا تو کوئی بھی بہر خدا صلاح
وہ راہ کو نسی ہے جو ہو ایک دم میں طر	مجھ کو خضر جو ملتے تو میں پوچھتا صلاح
ہر چند چاہتا ہوں کروں ضبط اضطرار	پر دل کا کیا علاج ہی ناصح بتا صلاح

پیرِ مغان سے چلے کر و شاد مشو

مجھ کو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

دایف۔ ۵

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہی پیرِ محمدؐ

پھولوں سے بھی نازک ہیں یہ خیا محمدؐ

جو ہر دو جہان میں ہو خیرِ محمدؐ

راحتِ ہر اک کے لیے آزارِ محمدؐ

یہ گلشنِ ایجاد ہے گلزارِ محمدؐ

اندکا دربار سے دربارِ محمدؐ

شرائین نہ کیونکر چمنِ خلد کو غنچے

طاقت ہی بھلا کسکی سحرِ خالقِ اکبر

اس واسطے ہیں درو مجھ کے طلبگار

ہیں پھول اسی باغِ کربلا فریون

<p>تسریں کچھ اور ہی تھیجے میں کچھ اور جو بند کی کہ ہیں غاصل ہی جاتی ہیں کچھ وحدت کا جو طرہ ہی انہیں کو دہریا</p>	<p>انکار خدا کیوں نہ ہو انکار محمدؐ ہر کوئی نہیں جانتا اسرار محمدؐ ہے تاج نبوت کا سزاوار محمدؐ</p>
	<p>اللہ سمجھ کر جو کرے سجدہ بجا ہے کا فر نہیں ہے شاد پرستار محمدؐ</p>
	<p>۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ</p>
<p>رضائے خدا ہی رضا ہے محمدؐ محمدؐ میں اہم حق میں اصلا نہیں فرق وہ ہی شخص تو عکس سکا ہی ہے</p>	<p>شنائے خدا ہی شنائے محمدؐ تقائے خدا ہی تقائے محمدؐ بقائے خدا ہی بقائے محمدؐ</p>

صدائے خدا ہی صدائے محمدؐ	گملا عقدہ قرب نوافل کا دل پر
گدائے خدا ہی گدائے محمدؐ	شہنشاہ اک ہی مگر نام دو دین
قبائے خدا ہی قبائے محمدؐ	وجود ایک ثابت ہوا جب پھر کیا
ندائے خدا ہی ندائے محمدؐ	نہ سمجھو اسے بی زبان شاہرگز
راہِ یف د	
۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ	
تیرے سودا کی کوہی وشت لذیذ	یا محمدؐ ہے غم الفت لذیذ
آنکھوں پر دم ہے فقط حیرت لذیذ	دیکھنی والے جوہین صورت تری
ہوا نہیں کشت کٹ غطیت لذیذ	بنگئے ہیں جو تری در کے فقیر

چاہنؤ والو نکو تیرے یا حبیب	ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ
ہو گیا جب بادۂ الفت حلال	کیون ہو میخوار و نکو پھر حرمت لذیذ
جنکا تکیہ ہے تو مکمل ہے خدا	ہو انہین کیون خوبی قسمت لذیذ
عشق کے اے شاد جو قیدی ہو	
کب انہین ہے مذہب ملت لذیذ	
زلیف سر	
۱۶ رذیحہ ۱۳۱۸ھ	
مر کے عاشق جو سو غلہ گزین بنکر	ناز کرنے لگی ہر چہ سہاگن بنکر
عشق میں زلف محمد کو مری جان علی	پیر پری ارٹ کر مجھے ڈسگسی ناگن بنکر

ہونہ آلودہ کہین جامہ ہستی تیرا	پہچھے لپٹی ہو یہ دنیا تری پاپن بنکر
آرزو غمہ سرائی کی ہو وصفِ شہین	باغِ شرب میں رہون طائرِ گلشن بنکر
نظرِ لطف نے ایشافِ روزِ محشر	ڈھانپیں سب میرے گنہ سایہ دامن بنکر
دم گریہ جو ترا نام چوں یا سولا	کام دین اشکِ مسلسل مر سحر بنکر
عشق احمد جو مجھے تھا توحید میں چمکا	میرا ایمان چہ سرخ تیرے دامن بنکر
تھا دم ترے تصور جو مجھے حضرت کا	خلد کو روح گئی میری سہاگن بنکر
اپنی محکوم مدد ہو تو بچوں کا ورثہ	یہ فلک پہچھے پڑا ہی مری دشمن بنکر

خاک ہو زیرِ چین شاد مینی کی اگر
حشر کے روز نظر آئے وہ چمن بنکر

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

پاگئے اللہ کو ہر دم مصطفیٰ کو دیکھ کر	وہ محمد جسے باتین کین خدا کو دیکھ کر
سورہ واللیل کا حافظ ہوا اکراتین	یا نبی میں آپ کی زلفِ دو تا کو دیکھ کر
آپ کے قدموں سے دوری اب نہیں بھائی مجھ	رحم کچھ فرمائی میری وفا کو دیکھ کر
کچھ تشفی ہو گئی ہے خاطر ناشاد کی	آج خوش ہو دل مرا بادِ صبا کو دیکھ کر
رہنمائی کرتی ہے خود عشق کی وارفتگی	بیٹھ جاتا ہے مراد دل رہنما کو دیکھ کر
اے جنوں ہر کس قدر جامہ دردی میں تنگ	ہاتھ چلتے ہیں مری سب قبا کو دیکھ کر
دید ہاے منتظرین کون ہر گرم خرام	کیون یہ حیران ہو گئے نقشِ پا کو دیکھ کر
دعویٰ وارستگی پھر عشقِ وام زلف بھی	خوبرو ہنستری بہن میری اس خطا کو دیکھ کر

آگنی سب یاد مجھ کو جیتی جی کی معصیت	کھل گئیں آنکھیں مری روز جزا کو دیکھ کر
جس طرح نیت ہو جسکی اُس طرح تیج	آرزو کرتے ہیں پوری دعا کو دیکھ کر

کیون بلی کہہ کر بلا میں بھینس گئی انجسٹا ہم
یاد آیا فقرہ قالو بلے کو دیکھ کر

۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمین سو دور	بلبل پہ ہر ستم کہ رہے وہ چین سو دور
انسان کو اس جہان میں چین کی طرح	بیچارہ یہ غریب ہے اپنی وطن سو دور
عاشق ہر شمعِ روئے محمد کا دل مرا	پر دانہ ہو کے حیف ہی انجمن سو دور
جب میں نہ کہہ دیا کہ تمہارا غلام ہوں	ہو جاؤنگا بھلا میں کب اپنی سخن سو دور

سنبھل کر اسیلے ہر گلستان میں چچ و تازا	رہتا ہے انکی زلفِ شکن شکن سی دور
یوں بھاگتا ہوں دُور خیالِ دُور کی ہمت	رہتا ہے جسطرح سے کوئی راہزن سی دور
دھین خیالِ یاد ہر اور دست ہین بکار	ہو تو میں اہل فن بھی کہیں اپنی فن سی دور
ڈر ہی کہ بعدِ مرگ بھی جنت نہو مجھے	احباب میری لاش کو کھین کفن سی دور
کس طرح سی ہو جامہ ہستی پا اعتبار	اکدن یہ روح ہو گی ہمارے بدن سی دور
پہونچو نگاہِ نبی تو مصرع پڑ ہو گامیہ	تزدیک ہوں وطن سی مگر ہوں کن سی دور

فضلِ خدا سے شاد و تخلص ہو تشاکا

کس طرح یہ رہی گانہ بیخ و دُمن سی دور

زلفِ سن

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز	مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز
بتجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ سنا	مرے دلوں سے دروافت پہ ناز
مجھے ہے متاع محبت کی قدر	تو نگر کو ہو جیسے دولت پہ ناز
شجاعت پہ دل کی مجھے ناز ہی	اگر ہے بہادر کو ہمت پہ ناز
ترے حسن پر خود ہے حیرت نثار	اگر آئے کو ہے حیرت پہ ناز
مجھے اپنی رندی کا ہے افتخار	اگر شیخ تنج کو ہے ملت پہ ناز

دل و جان سے حضرت کا عاشق ہوں شیدا

مجھے کیوں نہ ہو اپنی قسمت پہ ناز

ردیف س

۴- رمضان ۱۳۲۵ھ

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کو پاس	رہتی ہو پنی جان ہول خدا کے پاس
کہتا ہے بار بار یہی مجھ کو شوق دید	اٹھو چلو دینے کو اب مصطفیٰ کے پاس
حاجت برآئی گی دل امیدوار کی	عرضی پہونچ گئی جو شبہ دوسرا کے پاس
معراج جب ہوئی تو یہ کہتے تھے انبیا	ہو آج آشنا کا قیام آشنا کے پاس
عقدہ نہیں کھلا شب معراج کا ہرین	فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس
کیون مبتلا ہو عاشقو درِ گستاخین	اسکی دوا ہی شافعِ روز جزا کے پاس

عقدہ کھلین گشتا تو جہ سے آپ کی

تدبیر اسکی ہے مری مشکاکشا کر پیں

ردیف ش

۴۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

دلدادہ ہوں میں مجھکو ہر دلدار کی تلاش	مشتاق کو ہے احمق مختار کی تلاش
ہے عاصیوں کو واسطیٰ فرزدہ غیب سے	حمت کو ہر خدا کی گنہگار کی تلاش
جاتا ہوں ڈوڑ ڈوڑ کے کوچہ میں عشق کو	ہمت کو میری ہر وہ دشوار کی تلاش
بر باد میری خاک نہیں ہر پس رفت	ظاہر و روض شب اسو ہے یار کی تلاش
جو جانتا ہے اسکو اسکی کیا کسی سو کام	کب آتش ناکو ہوتی ہر اغیہ کی تلاش
جسکو پسند در محبت ہو عا شقو	رہتی ہے اسکو روز دل آزا کی تلاش

خلعت گیم کاہین دل سے قبل ہر
کس کو یہاں ہر جتہ و دستار کی تلاش

روتا ہوں روزا سلیے زار و نزار میں
سے مج کو روز و شب دُشہوار کی تلاش

پایا ہے جس کو میں نرا سے جانتا ہوں شلا

تھی اک زمانہ سے اسی سکر کی تلاش

دلِ فاص

۱۲۔ رمضان ۱۳۳۵ھ

مرے نالے میں ہو یا رب اثرِ خاص
کہ رکھیں شاہِ دین مجھ سپر نظرِ خاص

نبی آدم میں ہیں پیجا بستِ خاص
اور ان خلصوں میں ہیں خیر البشرِ خاص

جہاں پہونچے وہیں بسترِ جمایا
فقیر دن کا نہیں ہے کوئی گھرِ خاص

ملاش خضر ہر کو کیلئے ہو	کہ شوق اپنا ہے اپنا راہبر خاص
ادائیں سب بہن گودل لینے والی	مگر شک ہے نگاہ ناز پر خاص
جمین سالی کا ہے گریخت اٹھاتا	تو ہے اسکے لیے حضرت کا وصال
وہ کہتے ہیں مری آنکھوں میں آکر	یہ گلیاں بہن ہماری رہ گزر خاص
خیال طیبہ میں خود رخت ہونا	یہ ہے عشاق احمد کا سفر خاص
کہیں کیا لطف درود داغ کا ہم	یہ نخل عشق کی بہن دو غم خاص
نہ کیوں ہوں ذکر میں مصروف طائر	کہ سب قوتوں میں ہی وقت سحر خاص
رہے ہر وقت لب پر یا محمد	یہ ہے تیغ حوادث کی سپہ خاص
تصور آتا جاتا ہے نبی کا	ملا اسے شاد ہو کو نامہ بر خاص

ہر نئے مین کیا ہے یاد شہ نے

لی لے شاد دل سو یہ خبر خاص

دلِ یفِض

۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

آنے کو ہے سکندر سے غرض

میرے سر کو ہی تیرے در سے غرض

مال سے کیا کام کیا ز سے غرض

کب نکل سکتی ہو کوثر سے غرض

آسمان کو اپنے چکر سے غرض

دلوں سے روئے پیغمبر سے غرض

سجدہ گاہین اور بھی ہو نگلی مگر

دولتِ عشقِ نبی درکار ہے

تشنہ دیدار ہوں میں آپ کا

کیا خجل ہو سکوں کہ کتنے پیگئے

وہ قدبالا رہے پیش نظر	کیا ہمیں سرو و صنبور سے غرض
لے فلک ماہِ عرب کی ہی تلاش	ہکو تیرے ماہِ اختر سے غرض
دلکو اپنے یادِ حضرت سے ہے کام	لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض
عرصہ محشر میں ہر ذی روح کو	ہے شفیقِ روزِ محشر سے غرض
ہے لب و دندانِ حضرت کا خیال	لعل سے کچھ ہی نہ گوہر سے غرض
جیب کو دستِ جنون سے کام ہی	آستین کو دیدہ تر سے غرض

رِس بھری آنکھوں کا متوالا ہی شاد

اُسکو کیا صہبا و ساغر سے غرض

ردیف - ط

۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

ہجرین رکھتا ہی دل درونہاں سی ارتباط	آنکھ روئے سی زبان آہ و مغان سی ارتباط
سُنتے ہیں قیسِ حزین کو تھا گلیلی عز	کیون رکھیں ہم تمہاری پاسبان سی ارتباط
گلشنِ طیبہ سی میری روح بون نوس	جیسے ہو بلبل کو اپنی آشیان سی ارتباط
قامتِ ندونِ حضرت پر ہی دل یوں شفیقہ	جیسے ہو قمری کو سر دیوستان سی ارتباط
در حقیقت محوین دل سی خدا کائنات میں	ہی بظاہر آپ کو سارے جہان سی ارتباط
نوجوانوں کے لیے ہی فرضِ صحبت پیر کی	تیر کو دیکھو کہ رکھتا ہی کمان سی ارتباط
بلغِ عالم کو نہ دیکھا چار دن اک وضع پر	فصلِ گل سے ہی کہجھی خزان سی ارتباط
یادِ احمد کیوں نہ آئے میری دلین نڈر	جو مکین ہی اُسکو لازم ہی کان سی ارتباط

<p>جیسے گرد کاروان کو کاروان سے ارتباط رحمت حق کو ہر اُن کو ماحِ خوان سے ارتباط سر و گل سے دوستی ہر بغیان سے ارتباط</p>	<p>رہروانِ عشق سے مجھ کو تعلق ہی ہو بہین رحمۃ للعالمین کیوں نہ سب مباح ہوں چاہے مل جل کر رہنا گلشنِ ای ہو بہین</p>
<p>آپ ہی کی یاد میں ہر وقت استغراق ہو شاد کو مطلق نہیں ہر این آں سے ارتباط</p>	
<p>ردیف۔ ظ</p>	
<p>۵۔ رمضان ۱۳۲۵ھ</p>	
<p>ہے محبت مری غذا و اعط وصفِ محبوب کچھ سنا و اعط</p>	<p>پند تیری سنون میں کیا و اعط ذکرِ حورو و قصورتا بکجب</p>

لے مدینے کا راستہ واعط	ہرچو مطلوب منزل مقصود
در محبوب کا گدا واعط	کیا کری لیکے تیری جنت کو
کھوئے دیتا ہے تو فراوعط	یادِ حمین بخود ہی تھی مجھے
تو نہیں اسکو جاننا واعط	مشرعِ عشق اور ہی شے ہے
آپ بھی مست ہو گیا واعط	دیکھ کر آج میری مستی کو
مغر کہا تا ہے کیوں مرا واعط	چاہیے حال پر ترس کھانا
اسمین ہے راہ تیری کیا واعط	قصدِ طوبیٰ مزارِ اقدس ہے
بات ایسی کوئی بتا واعط	میں قنانی الرسول ہو جلون
کیا ہولت سے آشنا واعط	مے الفت تو اسنی پی ہی نہیں

شاد ہرست بادہ توحید

تو سمجھتا ہے اسکو کیا واعظ

ردیف - ع

۶۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

ناک کرتا ہوں تو ہوتی ہر محبت مانع

کیا کروں بس نہیں چلتا کہ ہر قسمت مانع

ہوگی اسدین کوئی اللہ کی حکمت مانع

سیر گلزار سے ہوتی ہر طبیعت مانع

ہوگی تعمیر سے حضر کی شفاعت مانع

چٹکے بیٹھوں تو ابھی ہوں غم قوت مانع

شوق پاؤں یہ کہتا ہو کہ چل شرب کو

آپ نے سب کو بلایا نہ کیا یاد مجھے

میں ہوں اور آٹھ پہر کو کھجور کا خیال

بخشتے جاؤں گے قیامت میں گنہگار تمام

سنتے ہیں حشر میں بے پردہ زیارت ہوگی	خوف یہ ہے کہ نہو پردہ حیرت مانع
دلکا آئینہ دکھاتا ہے شبیحہ احمد	شرط یہ ہے کہ نہو گرد و کدورت مانع
آپ کی یاد میں ہر دم مجھے مشغولی ہے	رغبت حور نہ ہے خواہش جنت مانع
لیچلے تھے مرے اعمال سونار مجھو	ہو گئی دوڑ کے اند کی حسرت مانع
ہے جہنم شوق وہ طیبہ کو چلو جاہل	ضعف ہوتا ہے نہ ہوتی ہے فحالت مانع

نعت کے باغ گناہ میں ہزاروں اشک	
مجھ کو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع	

دلایف غ	
---------	--

۶۔ رمضان ۱۳۳۵ھ	
----------------	--

میں سمجھتا ہے چراغِ مدعا داغ

پنوچھو تم مزہ دیتا ہے کیا داغ

یہ پھل پایا کہ لالے کو ملا داغ

مڑے میں درد سے ہر کچھ سوا داغ

چمک کر مہرِ انور بن گیا داغ

کہ دل سے مصیبت کا دھو گیا داغ

یہی دو مہربان ہیں درد یا داغ

ہر اک یوں ہو گیا سُکھا ہوا داغ

جو مٹانا رخِ مہتاب کا داغ

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ

نشانی میں سمجھتا ہوں کسی کی

کفِ پائے نبی کا ہو کے ہمسر

یہ دونوں عشق کو تختہ ہیں لیکن

خیالِ روئے احمد کا ہے فیض

ندامت نے مجھ پر تک مر لایا

جنون میں پوچھتا ہے کون ہم کو

صبا کیا فصلِ گلِ آبی چمن میں

ترے تلوون سودیتے اسکو تشبیہ

یہ بونے لگا عشق نبی کی	رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ
مرے دل کو اگر حضرت نے دیکھا	تو سب کہہ دیا دل کا ما جرا داغ

جب آیا جھکو طیبہ کا چمن یاد
ملا اے شاد دل کو اک نیا داغ

دلِ فـ

۷۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

رہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف	یوسف سی پھر رہے ہیں خرید ہر طرف
دیوار و در پہ گلشن و صحرا پہ چرخ پر	چھائے ہوئے ہیں آپکی انوار ہر طرف
کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار	پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف

جنت میں جا کر رہنے جو دیکھا ادھر ادھر	آئے نظر تہا رے گنہگار ہر طرف
اے بحرِ حُسن کیجیے سیر بخلق کو	پھر تے ہیں ابتو تشنہ دیدار ہر طرف
قیدی تو بیشمار ہیں زنجیر لیکر	زلفِ رسول کے ہیں گرفتار ہر طرف
دیتے زبان جو آپ تو اتے ابھی نظر	مثلِ کلیم طالب دیدار ہر طرف
کہتا ہر دل یہ دیکھ کر پھولوں کو باغ میں	یاں بھی ہیں آپ کی جگہ افکار ہر طرف
سب آنکھیں بہرہ یاب ہیں رویِ ملیح سے	سر کا حُسن کے ہیں نمکوار ہر طرف
دیوانہ وار پھر تے ہیں عشاقِ رات دن	بہر تلاشِ احمدِ مختار ہر طرف
زنگس چمن میں اور ہر نہ کوہِ دشتین	اس چشمِ سرگین کو ہیں بیمار ہر طرف

کہہ کہہ کے شہرستِ محمدین شاد

کیا کیا ٹٹائے گوہر شہوار ہر طرف

ردیف - ق

۷ - رمضان ۱۳۲۵ھ

کبھی تپان ہو کبھی شکبار ہو عاشق	تمہارے واسطی کیا بقرار ہو عاشق
صبا یہ اس شہِ خوبی سے عرض کر دنیا	نگاہِ لطف کا اسید وار ہو عاشق
غریب چھوڑ کے قدموں کو جا نہیں سکتا	جو تم ہو پھول چین کو تو خار ہو عاشق
چمن کہلا ہو جو داغِ جگر کے پھولوں کا	خزان کی فصل میں باغِ بہار ہو عاشق
وہ شان ہو شہِ لولا کے غلاموں کی	کہ اُن پر رحمت پروردگار ہو عاشق
جو دو جہان کا مسیح ہے سہ مڑتا ہو	جنون زدہ ہے مگر ہوشیار ہو عاشق

رسول پاک کی الفت میں چور رہتا ہوں	یہ مست ہی نہ کوئی بادہ خوار ہی عاشق
خدا کرے کہ ہو میری طلبتِ نیر سے	اسی خیال میں لیل و نہار ہے عاشق
جو قافلہ کوئی راہی ہوا دینے کو	تو ساتھ ساتھ مثالِ غبار ہی عاشق
وہ شہسوار عربِ دین و تاجدارِ عجم	خدا نگ ناز کا جن کی شکار ہی عاشق
دکھا کے روئے منوچھڑا پیغمبر سے	اسی سیرِ پُش بہا ہے تار ہی عاشق

مری نظرتین وہ شمعِ جمال ہی ہو گستا
کہ مرغِ سدرہ بھی پروانہ دار ہی عاشق

ردیف۔

۱۷- ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

ہجرین آپ کے ہم شورچائین کبتک	رنج و غم در دوا لم دلپہ اٹھائیں کبتک
میری بگری ہوئی قسمت کو بنائیں کبتک	دیکھیے وہ مجھ پر کل اپنی کھائیں کبتک
وصل کی آس میں ہم کو منائیں کبتک	روٹھنا دل کا قیامت ہری فرقت میں
ہم متاع دل و جان پہنٹائیں کبتک	مفت بھی اسکو نہ لکونی تو پھر کیا کیجے
دل بیتاب کو ہاتھوں سے دبائیں کبتک	رگیا آج تو کل سینے سے نکلیا کاغذ
طالب یار میں جنت میں بجائیں کبتک	اے فلک روک نہ تو کوچہ احمد سے ہمیں

زردی رنگ ہو دیتی ہر خوشکلی لب
جسا ہم عشق کا آزار چھپائیں کبتک

ردیف ل

۲۲- رمضان ۱۳۲۵ھ

دیتا جو روزاک مجھے پروردگار	کرتا خوشی سے بین شدہ دین نیشاد دل
عشق حبیب پاک میں ہر داغدار دل	ہو کیون نہ رونق چین روزگار دل
گیسو کی یاد ہر کبھی عارض کی یاد ہر	ہر مست اسی خیال میں یل نہاد دل
اے شہوارِ عصہ طیبہ ترے سوا	کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل
داغون کو اس میں پھول میں پل لبو کو میں	اللہ نے دیا مجھ کو باغ و بہار دل
قندیل بن کر و حنہ حضرت پین جلوں	یارب یہ چاہتا ہوں مراد اعدا دل
پروا نہیں اگر نہیں کوئی شریکِ حال	میں غمگسار دل ہوں مر غمگسار دل
ملتی مجھے جو دولت دیدارِ خواب میں	ہوتا نہ اس طرح سے مر ایتقرار دل

عشاق کو ہر مایہ صد افتخار دل	محبوب کو ہے باعثِ نازِ پنی دلبری
دیتا ہے یہ صلاح مجھ بار بار دل	چلکر درِ سول پہ بسترِ جانیے

لوگوں نے دل جو نکیر آپ نے کہا
ہم کو پسند شاد کا ہے تیرا دل

ردیف۔ م

غزہ۔ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

فرقت کر صد ہند میں کب تک ٹھائیں ہم	جی میں ٹھنی ہو یہ کہ مدینہ کو جائیں ہم
اپنی نظریں جو ہر تعین ہو شان ہے	کس طرح ایسی راز کو ظاہر میں لائیں ہم
کحل البصر ہو خاک مدینہ کی اور صبا	لاؤ خدا کہ آنکھوں میں اس کو لگائیں ہم

<p>ہے آرزوے دل بہن بترجائین ہم چلکر دینے حال سب اپنا سنائین ہم دریا ہے اسکو کوئین کسطح لائین ہم پھر کسطح سے دل بیتونسو لگائین ہم کس طور سے وطن کو بجا پھر بجائین ہم دعوت تجھ کو دیتے ہیں دسو دعائین ہم</p>	<p>امید گاہ خلق ہے دہیز آپ کی ہو نجات ساز گار تو پھر دیکھیے کانطف یہ حدت الوجود کا مشکل ہے مسئلہ آئینہ دار حق بہن ودیعت خدا کی ہر مثل مسافر آگئے ہیں اس جہان میں لے آرزوے وصل تری عمر ہو دراز</p>
<p>دنیا کے کاروبار سے فرصت نہیں ہرگز دل تو یہ چاہتا ہے مدینہ کو جائین ہم</p>	
<p>دلایف ن</p>	

۴ رجب ۱۳۱۸ھ

مرے درد دل کی ہے داستان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

کہ نہیں تو ہو مرے مہربان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

یہ غم و الم کی مصیبتیں یہ جھائے چرخ کی آفتیں

جو گزر رہی ہیں وہ جانِ جان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرے بیکسی مری بے بسی مرے دلکا دکھ مرا حالِ غم

نہیں کوئی سنتا شہرِ شہان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

کہو رحم اب مرے حال پر مرے مہربان مرے دستگیر

کہ غم و الم سے ہوں نیم جان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

دم نزع آکے مدد کر دے مڑا پاہ لگا ہی دو

کہ پڑا بھنور میں ہوں الا مان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

ہے فشار قبر و سوال سخت نہیں اب سہارا کوئی مجھے

نہ دہان تھا چین نہ ہے یہاں نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

دم واپسین ہے مدد کر دے میری کسی میں خبر تو لو

کہ رہا ہوں میں پس کا روان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

مرا حال دیکھو یا سنو مرے درد دل کی دوا کرو

نہیں تاب ضبط غم و فغان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

جگر آہ سے ہے پیک کا ہوا قلب سے سینہ جلا ہوا

نہ لگا دے آگ مری فغان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

وہم نزع نام خدا کا لون رو راست سے نہ ذرا پھروں

کہ بڑا کڑا ہے یہ امتحان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

یہ ہے عرض شاد کی یا بتی رہے دو جہان میں سلامتی

تمہیں خلق کے ہو گا ہبان نہ کہوں جو تم سے تو کیا کروں

۴۔ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

جن پر فدا ہیں میری دل و جان یہی تو ہیں

سو گند کعبہ قبلہ ایمان یہی تو ہیں

میرے معین اور نگہبان یہی تو ہیں

دیکھو رسولِ حضرت سبحان یہی تو ہیں

پہنچے جو عرش پر تو زشتوں نے یہ کہا

محبوبِ حق شفیعِ ائمہؑ نبیا

سر سبز کسطح ہو گلزار معرفت
 کیونکر فروغ ہو نہ رسالت کی ہر کو
 روضہ میں باریاب جو ہو نگاہوں کا مین
 جنکے مطیع حور و ملک جن دانس ہین
 ہین جنکے آستان پہ لاکھ بھی چھو سا
 صل علی کہ چرخ چہارم پہ سر سے غیل
 وہ چارہ ساز کون ہے جس سے ہوں چارہ جو
 ہین آپ ہی تو باعث تکوین و دو جہان
 مژگان پاک دیکھ کر کہتے ہیں جانِ نثار

وحدت کے باغ کی گل خندان ہی تو ہین
 اس انجمن کو شمع فروزان یہی تو ہین
 جبکہ ازل سے تھا مجھ و ارمان یہی تو ہین
 سترائے خلق و فخر سلیمان یہی تو ہین
 فخر رسل محمد ویشان یہی تو ہین
 درود دل مسیح کے دران یہی تو ہین
 میرے ہر ایک درد کو درمان یہی تو ہین
 دنیا کی اور دین کے سلطان یہی تو ہین
 دلمین خلش ہے جنگی و پیکان یہی تو ہین

لو لاک انہین کی شان میں آیا ہو مومنو	اس خدمت و خطاب کی شایاں ہی تو ہیں
کہتے ہیں خود یہ حضرت مشکلا کاشا علی	مشکل چوب کی کرتوں یا سلاہی تو ہیں
معراج میں خدا نے کہا جبریل سے	ہم جکے منتظر تھے وہ مہمان ہی تو ہیں

عاشق ہیں تشا آپ کے پوچھو اگر کوئی
فرمایں گاش آپ کہ بان بان ہی تو ہیں

۲۹ شوال ۱۳۱۸ھ

یا محمد کی ہم اُس پہ صدا دیتے ہیں	حاضری اپنی انہین روزِ سنا دیتوں
ہو کے محتاج جو آتا ہے حضوری میں کوئی	دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتوں
دشگیری وہ کیا کرتے ہیں مجھ پیکس کی	میری کشتی کو وہی پار لگا دیتوں

بخشوا تبین گنہگار کو اللہ سے وہ	شان یون اپنی کریم کی دکھا دیں
مشکل آسان کیا کرتے ہیں ہر شکل میں	بگڑی باتوں کو وہ ہی آ کے بنادیتے ہیں
ابھی آتا ہوں مدینہ کو جو فرما میں حضور	جسکا ارمان ہے تجھ کو ادھر آ دیں
کسطرح وعدہ وفا مجھ سے نفرا نہیں کر	آپ جو کہتے ہیں وہ کر کر دکھا دیں
آپ کو جس پہ عنایت کی نظر ہوتی ہے	اُسکو ہی دولت تسلیم و رضا دیں
ہو چکے ہیں ہر شرف شرف رویت	خود نہیں جلتے وہ دوزخ کو جلا دیں
عمر و اقبال میں ہر شے کے ترقی یاب	ہم آپ صفت کو شب و روز دعا دیں
حشر میں مانگو گا اس مدح سرائی کا صلہ	میرے سرکار مجھ کو کیسنا کیا دیں

صدق دل سے جو کوئی آپ کو مانگو تو سنا

اسمین کچھ جھوٹ نہیں ہی بخدا دیوہین

۶۔ ذیقعد ۱۸۳۱ھ

دیرو حرم گئے تجھے ڈھونڈا کہان کہان	ہم کو یوں پھر ہی یہ سودا کہان کہان
مشکل کی وقت آئی ہن آٹے سے حضری	کام آتا ہوئی کا سہارا کہان کہان
اُسکو لیے ہو کوثر و نسیم و سبیل	چلتا ہوا مستی کا پیالا کہان کہان
انجیل میں زبور میں قرآن میں عرش پر	نام رسول پاک کو پایا کہان کہان
بدروجنین و قلعه خیب کو سر کیا	جیتا علی بن جنگ کا پالا کہان کہان
سدرہ سے تاجہ عرش کو لامکان گئی	پہونچو حضور سید والا کہان کہان
سیحون بنادیا کبھی جیچون کبھی فوات	دریا ان آنسوؤں کی بہا یا کہان کہان

دارالامان ہے شرب بطحی مریلیے	اپنا مقام میں نے بنایا کہاں کہاں
خوشبو ہزار لطف پاک محمد کی ہر جگہ	پہونچی یہ رشک عنبر سا کہاں کہاں
جن و بشر بھی ہر تہ نفل عاطفت	بے سایہ ہو کر ڈالہا کیہاں کہاں
ڈوبا ہوا تھا بحر گندمین اگر چہ مین	دست خدا فی مجھ کو سنبھالا کہاں کہاں

شرب میں ہو کبھی تو کبھی ہو نجف میں نل
اور تشا عشق کی مجھ کو کھینچا کہاں کہاں

۲۵۔ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

جسکو ہم سب شہر کی مدنی کہتے ہیں	اہل جنت اُسی سرو چمنی کہتے ہیں
رہے دنیا میں عدم کا ہر تصور شب و روز	اسی الفت سے دل و طنی کہتے ہیں

برگ گل اُنکے لبِ لعل کو سمجھ عاشق	جوہری اُسکو عقیقِ یمنی کہتے ہیں
بعدِ مردن نہیں کچھ خوفِ فشارِ تربت	جتنے مومن ہیں مجھ پنجتنی کہتے ہیں
اُسکے دُھوکے میں نہ امانہ لگانا دلو	اہلِ دانش اسی دنیا سے دنی کہتے ہیں
زند و زاهد کا ہوا میل لب کو شریر	ایک ساغر کیلئے گہری چینی کہتے ہیں
غافل و موت ڈرنا تو ہے اک فعلِ عبث	حکماء اسی امرِ رشدِ فی کہتے ہیں
عدم آباد سے بیان آگے جو دی کہلائی	بس اسی کو تو غیبِ الوطنی کہتے ہیں

شاد کو طنتری کہتے ہیں مسلمان کافر

اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہیں

۲۷۔ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

غمِ فرقت میں ادھر دیدہ تر کہتے ہیں
 قطرے اشکوں کو نہ کس طرح دیکھوں بخیر
 ہند میں رہے مدینہ کی خبر لاتے ہیں
 تجھ کو سمجھے ہوئے ہیں قبلہ و کعبہ اپنا
 یا محمد کا وظیفہ ہے ہمیشہ دل سے
 گلِ عارض کو تصویر میں پہنتا ہر یہ دل
 سورہ شمس میں عارض تو ہیں گیسو و لیل
 دلِ ناکر کے سوا کچھ ہی نہیں پس اپنی
 دونوں عارض کے تصویر میں مجھو تیر

اور ادھر جلتے ہوئے داغ جگر کہتے ہیں
 جوہری ہم میں یا پس اپنی گھر کہتے ہیں
 مرغِ دل کیلئے ہم شوق کو پڑھتے ہیں
 جہہ سانی کیلئے تیرا ہی در کہتے ہیں
 یہی باعث ہو جنالوں میں اثر کہتے ہیں
 عشق میں آپ کو ہم داغ جگر کہتے ہیں
 یاد اس بات کو ہم شام و سحر کہتے ہیں
 زادِ عقبیٰ ہی رہتے ہیں اگر کہتے ہیں
 رات دن پیشِ نظر شمس و قمر کہتے ہیں

سنگ سحر نہیں کچھ ضبط و تحمل اپنا	آتش عشق کو پوشیدہ ستر رکھتے ہیں
----------------------------------	---------------------------------

ہندو جا کے دین مین مرنگی اوشلا

ہم مسافر تو ہیں پر اپنا بھی گھر رکھتے ہیں

۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

جو لوگ جلوہ خیر البشر کو دیکھتے ہیں	ہم انکی آنکھ کو انکی نظر کو دیکھتے ہیں
-------------------------------------	--

پرکھتے ہیں دروایا تو جے ہری بیشاک	جو ذی کمال ہیں اہل ہنر کو دیکھتے ہیں
-----------------------------------	--------------------------------------

خدا کی یاد سے جو لوگ تہی ہر غافل	جہان میں بکرو گویا ستر کو دیکھتے ہیں
----------------------------------	--------------------------------------

دہان زخم کے ٹانگوں جو ٹوٹ ٹوٹ گئے	نگاہ یاس سے ہم چارہ گر کو دیکھتے ہیں
-----------------------------------	--------------------------------------

فراق باغ دینہ مین کھائے گل سمنے	اسی سبب تو داغ جگر کو دیکھتے ہیں
---------------------------------	----------------------------------

خدا کے جلو کی کو یوں دیکھتے ہیں اہل نظر	کہ جیسے سنگ کی اندر شر کو دیکھتے ہیں
طریق عشق کی جو مرد راہ رو بہین بھلا	کہہ ہیں وہ راہین غم و خطر کو دیکھتے ہیں
دعا قبول ہوئی اپنی یا نہیں مایہ	ہم اپنی نالوں کی کو یوں دُور اثر کو دیکھتے ہیں

شب وصال جو وہ گھر میں آؤں میں یں شاد
تو آج شام ہی سی ہم سحر کو دیکھتے ہیں

۶۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

وہ آدمی ہی کیا جو نبی پر فدا نہیں	کچھ بھی نہیں جو عشق شدہ دوسرا نہیں
کس طرح ہو گئے نالے مری تیرے بردہ	قسمت کی بات ہے کہ مقدر سا نہیں
تیرے فراق کی ہن یہ سب کار ساریاں	دل میں اثر نہیں ہے تو نالہ رسا نہیں

انہی حال عشق کا میری ثبوت ہے	سر بہتہ ہی یہ راز کہ جو بر ملا نہیں
کہتے ہیں جسکو موت یہ ہی عشق کا علاج	یہ درد دہ ہے جسکی جہان میں دوا نہیں
انداز نقش پاس سے کیسے ہوا خیال	خوابیدہ فتنہ ہے رکھی محشر پر نہیں
ذوقِ فراق بڑھے ہی شوقِ وصال سے	مٹ جائے دردِ دل ہی تو پھر کچھ نہیں
ثبات اور نفی کا عقدہ ہمیں کھلا	جو جیتے جی مری تو اسی پھر فنا نہیں
جب تک نہ جانے کوئی فنا و الفنا کا راز	ہرگز نصیب اُسکو بقا و البقا نہیں
بندے کو چاہیے ہی بین الیاد و حیات	ایمان ہی نہیں جس خوفِ درجا نہیں
دڑے کو آفتاب بنایا حضور نے	ایسا جہان میں کوئی بھی فرمانروا نہیں

اپنی سے اُسکو دور سمجھنا غلط ہے نشانہ

شہ رگ سے بھی قریب ہوا صلا بخدا ہین

۳۱۹ شوال ۱۳۱۹ھ

الہی شوق و ارمان دلو کیون تڑپائے جاتے ہین

یہ کسکی یاد آتی ہے جو ہم گھبرائے جاتے ہین

یہ جذب عشق ہے جو کھینچ کر یون لائے جاتے ہین

وگر نہ ہم کہیں اے شاد کب بٹوائے جاتے ہین

کفن میں منہ چھپاتے ہین گناہوں کی ندامت سے

خدا کے سامنے جاتے ہوئے شرمناک جاتے ہین

نہیں کہتا ہے مومن کوئی گرہ کو تو کیا پروا

غلام احمد مرسل تو ہم کہلائے جاتے ہیں

کبھی مشکل میں پڑ کر ہم جو گہرا تے ہیں یا مولے

مرد کیجے مدد کیجے یہی چلائے جاتے ہیں

انہیں کے ہاتھ اپنی لاج ہے وہ ہی بنا ہیں گے

بڑے ہیں یا بھلے ہیں انکو ہی کہلائے جاتے ہیں

دو بالا کیوں نہ عزت مری فضل الہی سے

جو اہر آپ کے دربار سے پہنائے جاتے ہیں

دکھاتے ہیں وہ اپنا چاند سامنے خواب میں بہکو

نصیبے کی تار و شادیوں چمکائے جاتے ہیں

۲۶۔ رمضان ۱۳۱۹ھ

دل ہوا معرفت سے جب روشن	ہو گئے راز سب کے سب روشن
ہوئی معراج جب کہ حضرت کو	مثل خورشید تھی وہ شب روشن
ذکر کرتا ہے دل کو نورانی	ہنہین ہوتا یہ بے سبب روشن
جس نے نورِ خدایان دیکھا	آخرت میں ہوا آنکھ کب روشن
صاحب السیف و العلم ہیں آپ	سب پہرے آپ کا لقب روشن
دل میں آنے لگا نظم و جمال	چشمِ باطن ہوئی ہر اسے روشن
آپ ہیں مظہر تجلی حق	آپ سے عرش و فرش سب روشن
نور احمد کا ذکر کرتا ہوں	نام سے آپ کو ہین لب روشن

ہے منوراد و تمام عجم	اور اُدھر سب کا سبب روشن
----------------------	--------------------------

حال شوقِ القم کا سبب عیان	معجزہ تھا یہ بوالعجب روشن
---------------------------	---------------------------

فضل سے اُسکے میری شمع اُمید

ہو گئی شاد بے طلب روشن

۱۷- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

جو بات کہ ہر قامت شاہدنی مین	آئی ہے نیکی وہ سرو چینی مین
------------------------------	-----------------------------

جو بات کہ عاشق کیلیہ چاہی ہوئی	وہ بات تھی بی شہاد و پسِ قرنی مین
--------------------------------	-----------------------------------

اک جلوی ہی مین ہو گئی بیہوش ہوئے	کیا لطف ملا آپ کو رب آرئی مین
----------------------------------	-------------------------------

جو بات کہ حضرت کی وہ مصری کڈی ہے	کیا لطف خدا داد ہو شیرین سخن مین
----------------------------------	----------------------------------

مژگان کی کھٹک کو مریں دے کوئی پوچھے	یہ نوک تان ہوتی ہے چرچھی کی انیہن
-------------------------------------	-----------------------------------

وہ پھول قفس میں ہیں کھلوانے جگر کے

ہر لطف و طینت شاد غریب الوطنی میں

۲۴- ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

پیمبروں میں کوئی ایسا آفتاب نہیں	حضور احمد مختار کا جواب نہیں
----------------------------------	------------------------------

بٹی کے عشق میں جن کو موت پانی ہو	الحسین اُسکی بے عیش و غلاب نہیں
----------------------------------	---------------------------------

ہو سہمیں یوں تو پیمبر کئی ہزار مگر	کوئی بھی سرور عالم سا انتخاب نہیں
------------------------------------	-----------------------------------

وہ آدمی ہے تو کیا ہے جہان میں جس کو	نبی کا عشق نہیں حُسنِ بو تراب نہیں
-------------------------------------	------------------------------------

غم فراق سے ہر اک سکوت کا عالم	زبان ہے بند تو کیا دل کو منتظر اب نہیں
-------------------------------	--

گناہگار کرامت کے مستحق ہونگے	کچھ انکے واسطے پُرسش نہیں جناب نہیں
------------------------------	-------------------------------------

خدا کے فضل سے سب کام منتہی جاتہیں

دعا میں کب مری ایشاد مستجاب نہیں

۱۴ صفر ۱۳۲۰ھ

ہاتھ آجائے جو محشر میں تمہارا دامن	مجھ گناہگار کو ہو جائے سہارا دامن
------------------------------------	-----------------------------------

تشنہ کامی سے ملی امتِ غاصی کو نجات	ابر رحمت ہو محشر میں تمہارا دامن
------------------------------------	----------------------------------

خوف خورشید قیامت کا کیوں ہوگا	فرق پر سایہ کرے جسکو تمہارا دامن
-------------------------------	----------------------------------

شمر رکھ لیجیے اسے شافع محشر میری	محشر کے رونما ہوا دی بجز خدا را دامن
----------------------------------	--------------------------------------

ہمیں اس سایہ رحمت میں بسر کرنی ہو	کس طرح ہاتھ سے ہم دینگے تمہارا دامن
-----------------------------------	-------------------------------------

آپکا دستِ کرم اور ہمارا دامن	دیکھ کر خلقِ خدا حشر میں حیران ہوگی
	بھر دیا دامنِ امید کو میرے بھٹکا روبرِ آپ کے جسوقت پسارا دامن
	۶۔ رجب ۱۳۱۸ھ
ہمسے تو غم یہ نہ جائیگر سہرے جاتے ہیں بہمن کا فریہ کہو دیکھو کہے جاتے ہیں اشکِ خجلت مری نکلے ہو ہی جاتے ہیں ورنہ دل ہی میں سببان ہی جاتے ہیں ہم فسانہ غم الفت کا کہے جاتے ہیں	ہیں وہی مستِ میانِ حج پر جاتے ہیں کسکے نہ رہیں روا ہی جو برا کہتے ہو کیا عجب نہ فرِ عصیان کی سیاہی ہو جا اے اہلِ مہک و مدینہ میں پہنچ جاتی وہ سنیں یا نہ سنیں کانِ طہرین نہ دھڑپیں

یہ ہمارا ہے کلیجہ یہ ہمارا دل ہے
صدی بصدی جذباتی کو سہ جاتے ہیں

کس پر حُسن کو لکھتی ہو تم اوصاف انوشا

آج دریا سے مضامین جو بہہ جاتے ہیں

(دلیف (و)

۱۶- رجب ۱۳۱۸ھ

پیش جب بہر شفاعت کریں محمد مجھ کو
میرا تذکرے کا نہ کبھی رد مجھ کو

مشغل غمت نبی کا ہو مجھے شکر خدا
بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھ کو

شرم سے اپن گناہوں کے چھپون میں جا کر
کہیں بلجاسے اگر دامن احمد مجھ کو

اب جد کو میں کروں آپ کو قد مونہ فدا
یہی سکھلائی ہو استاد نے ابجد مجھ کو

<p>صاف کہتا ہوں نہیں آتی خوشامد مجھ کو نہ ملے خلدین کو قصہ زبرد مجھ کو یہی کافی ہے کہ ہر الفت احمد مجھ کو کیون کرے دفتر دست ندارد مجھ کو میرے مولانے دیار تہیہ مجھ کو</p>	<p>آپ کو نین کے سردارین خاق کی قسم سے تمنا مجھو دیدار ہو حضرت کا ضیہ ثروت بجاہ طراتب کی کسی خواہش ہے آپ جب شافعہ مستعین تو پھر داوڑ شتر خادم غوث بھی ہوں اور غلام خواجہ</p>
<p>فخر شاہی ہونہ کیونکر مجھ حاصل ہو شستا انہیں شاہوں سہلی فقر کی مسند مجھ کو</p>	
<p>۳۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ</p>	
<p>رسول اللہ کی سرکار دیکھو</p>	<p>مدینہ کو چلو دربار دیکھو</p>

نظر آتی ہے دان شانِ خدائی	ورودِ دیوار کے انوار دیکھو
زمین پر دیکھ لو خلدِ برین کو	پھلا پھولا ہوا گلزار دیکھو
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر	یہ ہیں حضرت کی چار دین دیکھو
نہ روکین گرجھے دربانِ ہونین	غلامِ احمدِ مختار دیکھو
محمد رحمۃ للعالمین ہیں	یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو
نظر ہو میری حالت پر بھی ہوا	ادھر بھی پاک نظر سرکار دیکھو
جدا فی بین یہاں جبین بنین	عری ہوا امرے سردار دیکھو
مبارک مومنو ہو چاند تمکو	ہلالِ ابرو خمدار دیکھو
اگر ہے دیکھنا وہ جاؤ دلمین	تو کر کے تو پاسِ تغفار دیکھو

رسالت کا یہ ادنیٰ معجزہ ہے

مسخر آپ کا عالم ہے سارا

دین کی ہوا جس دن سہ کھائی

یہ دنیا کے دلی کس کام کی ہو

مدینے چل کر اک دن حضرت دل

بہت سے ہو گئے دین شمع جان

ستیا ہے بہت مجھ کو فلک نے

مجھے ہرگز نہ چھیرا دوا عطا تو تم

مرے مذہب سے کما کو کیا سرکار

موت ہو گئے کفار دیکھو

فدا ہیں کافرو دیندار دیکھو

ہوا اچھا دل بیمار دیکھو

طبیعت ہو گئی بیزار دیکھو

شہر کو نین کا دربار دیکھو

ذرا سے سید ابرار دیکھو

مرے آقا مرے غمخوار دیکھو

کر دیجے سے نیلون تکرار دیکھو

نہ یہ پوچھا کرو ہر بار دیکھو

ق

اگر مومن ہوں یا کافر تمہیں کیا	مرا اقدار ہے غفار دیکھو
خدا کو جانتا ہوں دل سے واحد	کہ وحدتِ ہنیں انکار دیکھو
فدا ہوں نام احمد مصطفیٰ پر	وہ بیشک بہین مریں دیکھو

کیا ادا نے کو اے اسرارے شاد

یہ نشانِ حضرت جبار دیکھو

۲۔ بیعِ الثانی ۱۳۱۹ھ

گلشنِ عالم میں لاکھوں گلین ہیں لالہ رو	ایک بین بھی تو نہ پایا ہمنی تیرا رنگ و بو
طارِ قبلہ نما ہوں قبلہ حاجات میں	پھیرتا ہوں رخِ ادھر جس سمت تم ہو و برو
جلوہ دیدار میں مہی سہرا پا محو تھے	بیخودی میں کتبیاں تجھ سے کرتے گفتگو

وہ قد زیبا تر اور وہ رخ روشن تر	غیرت نرگس میں لکھن میں لکھن مشکبو
ڈھونڈتے ہیں سبھی دیر و حرم میں کسلی	اپنے دل میں کیوں نہیں کرتے تیری ہی جستجو
دیکھتا ہوں دل میں تجھ کو میں ہوں ضعیف	اور دل ہی میں کرتا ہوں تیرے ہی گفتگو
جبکہ تو ہی تو ہی کس سے ہی تجھ کو یہ حجاب	کیا ہر عالم کیوں نہیں ہوتا تو میری روبرو
آئینہ میں بھی نظر آئی نہ مجھ کو میری شکل	دیکھتا ہوں حریف مجھ کو نظر آتا ہے تو
ہند سے سو سے دینی میں چلا آؤں بھی	یا نبی اللہ اگر مجھ کو طلب فرماے تو

پا گیا اپنے میں اسکو ہو گئی پوری مراد

مشاد ہر شکریہ خدا دل کی برائی آرزو

۴۔ بیع الثانی ۱۳۱۹ھ

پھر کیا داشتہ طلبی نے مجھ کو	مردہ وصل سنایا مرے جی نے مجھ کو
جان کس طرح نہ محبوب خدا پر دیتا	کی تعلیم اویس قرنی نے مجھ کو
دور افتادہ کو اب تاج بانئی کی تہین	مارڈا لاسہ سے غریب الوطنی نے مجھ کو
گیسوا احمد مختار کا ہوں سودائی	اپنا دیوانہ بنایا ہے بنی نے مجھ کو
جام کو تر سے سرفراز ہوا خوب ہوا	مار ہی ڈالا تھا اس لٹنے لپی نے مجھ کو
نخل بستانِ مدینہ کی گردن کیا تعریف	کر لیا شیفہ شیریں طبیبی نے مجھ کو
چوم کر مہر کو عکاشہ نے حضرت کہا	جنتی کر دیا اس بے ادبی نے مجھ کو
میرے اعمال فرج ہو کا تھا جہنم میں گر	دی مدد تجھے شفاعت طلبی نے مجھ کو
ترجے کے وقت اگر آپ کی ہوتی نبرد	بس ڈبویا ہی مٹھا دنیا و دنی نے مجھ کو

قدرِ عناکِ پھبن یاد دلائی کیا کیا	باغِ دینِ طیبہ کے سہرِ چمنی نے مجھ کو
درِ وکیطرح سے اٹھ اٹھ کوچل جاتا ہوں	دی سی طاقت مری دریاں طلبی نے مجھ کو
زنگ لائے کامر عشقِ نہان کیا کیا کچھ	دیکھیے ہند سے بلو اکہ دینے مجھ کو
دین و دنیا کی فضیلت سہرا فرزا کیا	شہِ دین اور شہِ مطلبی نے مجھ کو

آدبِ آموزِ محبت ہوں ازل سے ہوتا تھا
سارے دربار کے ہین یاد قرینے مجھ کو

۳۔ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

اے شادِ جلو شاہ کے دربار کو دیکھو	آنکھوں سے دہین جلوہ دلدار کو دیکھو
کیا کرتے ہو میان بیٹھے چلو سو دینیہ	دل جب کا فدا لی ہو اسی یار کو دیکھو

گلشن مہین چلو نرگس بیمار کو دیکھو

حضرت کے ذرا کیو خوار کو دیکھو

فرقت مہین ذرا حال دل زار کو دیکھو

اس آدجگر سوز و شرر بار کو دیکھو

اے مومنو اس طالع بیدار کو دیکھو

سہ کار کو میرے سر دار کو دیکھو

تم احمد مختار کے رخسار کو دیکھو

دیدار پر انوار کی مشتاق ہو وہ بھی

بل کھاتے ہو کیا فرط نزاکت سحرینو

کیا بالشر راحت پہ ہو آرام میسر

نکلی ہے جو لسی تو جلا یا ہر فلک کو

پہونچا یا مقدر نے دین کی زمین پر

الطاف سے ذری کو کیا مہر درخشان

قرآن کے حافظ جو مہین اُسی ہی کہد

قائل ابھی ہو جاو اگر از رہ انصاف

تم تنہا کی رنگینی اشعار کو دیکھو

۲۱۔ شوال ۱۳۱۹ھ

دل مرا چرمین کس طرح سے ناشاد ہو	دور افتادہ کی برسوں جو دہان یا دہنو
صورتِ عیش دکھاتا ہی مجھے ذکرِ وصال	کس طرح شاد مرا یہ دلِ ناشاد ہو
یہ ستم بھی نہیں کچھ کم کہ مدینہ سی بہون دور	ای فلک اور کوئی اب ستم ایسا دہنو
یہ تمنا ہے کہ بن خاک ٹھکان لگیا ہے	پس مردن کہیں مٹی مری برباد ہو
آپکا نام لیا کرتے ہیں ہر صبح و مسا	کس طرح آپکو اپنوں کی بھلا یا دہنو
آپ کے نور سے ہیں دیدہ دل معبود	کو نہ گھر ہے زمانہ میں جو آباد ہو
ای فلک تو ہی بتا یہ بھی ستم ہی کہ نہیں	چوٹ کھا کر لبِ عشاق پہ فریاد ہو

آپکی ذات پہ ہے شمس کا سب مدار

پھر کہاں جائے اگر آپ کی امداد نہ ہو

دلِیف ۵

۹- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

ترے ذات ایک ہے یا خدا تری شانِ جلال

نہیں تجھ سے کوئی دوسرا تری شانِ جلال

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معزز بھی ہے

ترے نام پر دل و جان فدا تری شانِ جلال

تو مذل ہے تو ہی سمیع ہے تو بصیر ہے تو قدیر ہے

تو ہے داد رس مرے کبریا تری شانِ جلال

تو لطیف ہے تو جنیر ہے تو حلیم ہے تو عظیم ہے

تری حمد مجھ سے ہو کب ادا تری شان جزل جلالہ

تو غفور ہے تو شکور ہے تو نصیر ہے تو کبیر ہے

تو حمید بھی ہے مرے خدا تری شان جزل جلالہ

تو ہے داد خواہ و لکھا دادرس ترا فضل و رحم و کرم ہو پس

مین ہوں بندہ تو ہمراہ خدا تری شان جزل جلالہ

تو حفیظ ہے تو نفیث ہے تو حسیب ہے تو جلیل ہے

تو علیم ہے تو ہے کبریا تری شان جزل جلالہ

ترا درے درے مین نور ہے ترے نور ہی کا ظہور ہے

تو ہی تو ہے کچھ نہیں ماسوا تری شان جبل جلالہ

برے وقت میں مرے کام آہی نسا کی ہر بس التجا

اُسے ہے تو تیر ہی اسرا تری شان جبل جلالہ

۱۵۔ جب ۱۸۳۱ھ

بلو امین مجھے شاد جو سلطان مدینہ	جا تے ہی میں ہو جاؤنگا قربان مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو مجھ کو ب خدا کا	کبھی سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیون شان مدینہ
روکین گے نہ دربار میں جانی کیلئے نسا	بہ چانتے ہیں سب مجھ دربان مدینہ
ہے احمد علیہم کا دربار مقس	جو عرش خدا ہے وہ ہی ایون مدینہ
ہے قبر نبی ہی یہ سب ثاجلال	قالب ہی مدینہ تو وہ ہے جان مدینہ

لیجاؤ نگامین ساٹھ فقط عشقِ محمدؐ

دیکھے جو تخیل کو مرے عشقِ نبیؐ میں

کھولے درِ جنت کو یہی کتا ہے ضیوان

نشہ ہے وہ انکو جو اترتا ہی نہیں ہے

خاک رہے شرب کو بناؤ نگامین سمر

اقتدار کھادے تو مجھے روضۂ اقدس

کیون میری شفاعت میں بھلا دیرگی

کافر ہوں کہوں ہوں خدا جا نہیں ہوں

کیا مجھ سے شتا ہو سکی اگر رہوں ادنیٰ

تحفہ ہے مری پاپس یہ شایانِ مدینہ

سکتے ہیں رہی نگرِ سبتانِ مدینہ

بیخوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ

توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ

دیکھو نگار ان آنکھوں سے جو میدانِ مدینہ

باقی کہیں رہ جاے نہ ارمانِ مدینہ

کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ

پر بندہ ہوں انکا جو ہیں سلطانِ مدینہ

اعلیٰ ہیں وہی ہیں جو سلیمانِ مدینہ

مومن جو بہنیں ہوں تو میں کا فر بھی نہیں بنانا

اس رفر سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

۸۔ ذیقعدہ ۱۸۳۱ھ

اس دل میں ہر مدت سے تمنا ہے مدینہ

زاہد کہ ہے جنت کی تمنا تو مبارک

کعبہ بھی ہی سرسبز تو اُنکے ہی قدم سے

اکسان بھی خالی نہیں اب یاد دہنی سے

پتھر پڑیں اُس دل پہ پتھر سے ہی بدتر

پھر دیکھو مری جامہ دری جو شبنمِ جنوں میں

یار کبھی مجھ کو بھی نظر آئے مدینہ

ہم کو یہی حسرت ہو کہ مل جائے مدینہ

کہتے ہیں جھین سب چمپاں راے مدینہ

ہو کے عوض آتی ہو صد اماناے مدینہ

جس دلمیں ہو شوق و تمنا ہے مدینہ

آجائے نظر مجھ کو جو صحرائے مدینہ

وہ منظر ہے اور یہ عین حقیقت

پتھر کے نہ سماؤں جو کہیں ازروالطاف

جوہین مدنی کہتے ہیں سنگرمی لغزے

خلوت میں تصور سے ہر جلوت مجھ صلی

چوتھی کی دہن کیوں نہ بنے قبر محمد

کس طرح سے سر ہنر نہ مزع امید

یہ نگ کھائے مر اسودا تو مزہ ہے

عاشق ہوں مجھ جنت فردوس کیا کام

ہوں سر و قدا احمد خستہ ار کا عاشق

لبائیں بنی بھیکو جو بلجائے مدینہ

بلوائیں مدینے چین آراے مدینہ

بلبل ہے کہ طوطی شکر خائے مدینہ

ہے پیش نظیر سے تماشاے مدینہ

آغوش میں سکوئے لآراے مدینہ

دیکھوں جو کبھی گنبد خضراے مدینہ

ہر داغ بنے لالہ صحرائے مدینہ

ہے سر میں ازل سے مری سوداے مدینہ

ملتے ہیں گلے مجھ سے شجرائے مدینہ

کافر نہ کہ ہوشیار کو ہر عارف و صوفی

شیدائے مجرب ہے وہ شیدائے مدینہ

ردیفی

۵۔ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

عالم یہ بات گھلگھسی نابو دو بود کی

یہ سیر کی ہے آ کے عدم سی وجود کی

پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہو درود کی

کیسی ہوا اس گئی بانی ہی ہرود کی

اکرتا ہوں روز سیر میں چارون حدود کی

گن کہتے ہی نمود ہوتی بے نمود کی

اپنی خودی کو کھو کے اسی پایا آپ میں

صل علیٰ نہ کیوں کہ میں احمد کی نام پر

سوڑ درون نے آہ کا رتبہ بڑھادیا

تخانہ و حرم کا ہو پا بستہ کوئی اور

اپنے مین دیکھو چشم بصیرت سیرا کو	اس دم کھلیگی تم یہ حقیقت شہود کی
اظہار راز یار کو منظور جب ہوا	پر دے مین رنگ عشق کراہی نمود کی
جس کو حضور می آٹھ پہریار کی ملی	واجب نمازا سپہ ہونی بی سجد کی

آصف جو مہربان ہیں تو بچہ خوف کیا ہوتا
کچھ بیش چل سکیگی نہ ہم سے حسود کی

۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

ہین امت سول کر تے بڑی ہوئے	کیونکر نہ ہوں دماغ فلک پر چڑھی ہوئے
علم لدنی آپ پہ سب آشکارا تھا	ہر چند تھے ذرا بھی نہ لکھی ٹپڑی ہوئے
خنخانہ الست کی ہم بادہ خوار ہیں	روز ازل سے اپنے مین نشی چڑھی ہوئے

<p>دولون جهان میں انکو ہر تہی بڑھی ہوئے تہی ہمارے کیون نہیں سب بڑھی ہوئے اگھوں سے ہیں حضور کو تہی بڑھی ہوئے اشعار میں امیر کو سب بڑھی ہوئے مشکل نہیں ہر کوہ میں تہی بڑھی ہوئے</p>	<p>جنکو دیا خدا نے یہاں علم معرفت بندی خدا کے اور میں عاشق رسول کے آئے ہیں سب کے بعد مگر سب کے آگے ہیں انصاف تو یہ ہے کہ وہ طبع رسا کہان گہرا نہ تو جہان کو نشیب و فراز سے</p>
	<p>چھپے ہیں گے وہ نہ کبھی معر کو نشنا جنکے قدم ہوں زرم میں آگے بڑھی ہوئے</p>
	<p>۲۴ سوال ۱۳۱۷ھ</p>
<p>میری آنکھوں میں سمائی ہر تہی جلوہ گری</p>	<p>دولون عالم سے ہو کیونکر نہ مجھے پیغمبری</p>

دل سہل جوڑ پکریو بہین تر پائے گا	خون رکو اینگی عالم کو مری نوحہ گری
پیر زری پیر زری ہو ادا من تو گریبان ہوا چاک	بڑا گئی حد سے سوا ابے می آشفہ سری
جا کے پہونچا نہ دینی مین مراد کو سلام	اگر گرد ہو ترا اُس سمت نسیم سحری
ہے تنامری دہین کروں سیر بطحے	چلکے دکھلاؤں ہاں اپنی مین شوریدہ سری
نہ الحمد کہ سر سبز ہوا باغ اُمید	کام آئی مرے صد شکر لکھوئی تری
چشم وحدت سے فرا دیکھ اٹھا کر پردہ	ذری ذری مین عیان ات کی ہو جلوہ گری
آپ اپنی کو جو کھویا اسی پایا مین نے	مین خبر دار ہوا جب کہ ہوئی بیخبری
حبذا احمد بے میم تجھے کہتے ہیں	لغت تیری ہو ادا کب ہی مال شبری
ہے تری ذات شہارونق باغ اسلام	تیرے باعث ہی اسلام کی نایموری

درد و رفت سے تڑپتا ہوں بڑا اوجھل	اس قدر درد ہے کہ بے مجال بھری
تجھ سے دنیا میں حسین کوئی نہ دیکھا نہ سنا	جان و دل سے ہیں جانِ ملک و سرِ پری
تو جو سن لی تو تمنا میری برائے شہا	تو جو سن لی تو ہو مقبول دعائے سحر
جتنی اُسیدین تھیں دلی وہ سبھی آئین	کب عا میں مری پیدا ہوئی ہے بے اثری

بخشے جانیکے گنہگار کے میری مولا

اُسکی حالت پہ جو ہو جائیگی والا نظری

۳۰-۵۱۸ ج ۳۱۸

احمد کے سوا عشق کسی کا نہ کریں گے	ہم عاشق صادق ہیں تو ایسا نہ کریں گے
دیتا ہے مزہ عشق محمد میں ترپنا	اس درد کا زہن سار نہ کریں گے

آجائے نظر ہو جو صحرا سے مدینہ	اور ایدیل جوشی تجھے دیوانہ کرینگے
اعجاز بھری آنکھیں سہائی بین نظر میں	انگس شہلا تجھے دیکھا نہ کرینگے
گیسوے نبی آگئے گریبا تھہرے	پھر تیری دوا ایدیل دیوانہ کرینگے
سیراب جو ہونگے جان بخش نبی ہو	دکھ دردین ہم منت عیسیٰ نہ کرینگے
آنسو نہ بہائیں گے جلن لکھ ہو لمبین	اس آگ کو اپنی کبھی ٹھنڈا نہ کرینگے
کیا خوف گنہگار کو سرکار کے ہوتے	کیا وعدہ شفاعت کا وہ ایفاء نہ کرینگے
آنے دو ذرا جذبہ الفت میں مہین بھی	پھر دیکھو گو تم ہم بھی تو کیا کیا نہ کرینگے

مومن نہیں کہتے نہ کہیں لوگ ہین شلا
کافر بھی کہے کوئی تو پروانہ کرینگے

۲۶۔ رجب ۱۳۱۸ھ

لب خشک بین دل شہر تو کھنکھن تری ہے	کیا عشق مجھ بین یہ سوز جگر می ہے
جسے تجھ کو دیکھا وہ ہوا جانے صد تے	انسان تو انسان فدا حور و پری ہے
پیغام دینے سے کوئی لائی ہے شاید	انگھیلی سے چلتی جو نسیم سحر می ہے
شاید کہ گزر رود صفا قدس پہ ہوا تھا	مستانہ تری چال نسیم سحر می ہے
دو گلبدن آیا جو مرے خواب میں اب	آغوش مری خلد کے پھول تو بھیجی ہے
پتکے بھی نکلا جاے جو کہنچر کوئی سوبلہ	یہ نشان نبوت ہی نہ نازک کمر می ہے
گلشن ہر گل عشق مجھ سے مراد دل	ہر سانس میں خوشبو نسیم سحر می ہے
آتا نہیں اب کوئی نظیر سے سوا اور	کیا محو ہوں کیا بیخودی بیخبری ہے

تم آپ ہی آتے ہو نہ بلواتے ہو مجھ کو	اس عاشق شتاق سی کیون بھری ہے
کیونکر نہ تجھے احرار بے میم کہیں ہم	اک میم کے پردہ میں تری جاوگری ہے
تجھ سا نہ ہوا کوئی بنی اور ہونگا	ہم بات کہیں کر وہی جوبات کھری ہے
ایک خوش جنون لیکر مجھے چل تو دینے	پھر میں ہوں وہاں اور مر جاؤ گی ہے
جب صل ہوا اور بڑا در و محبت	کیا عیسیٰ دوران یہ تری جاوگری ہے

کہتی ہے مجھ کو خلق کہ ہوں عاشق احمد

ابنِ شاخِ تنامری اے شاد ہری ہی

۲۸۔ رجب ۱۳۱۸ھ

چل ایدیل دیوانہ کہ اب گھر سے چلینگے	جانا ہے بدین کو ہمیں سر سے چلینگے
-------------------------------------	-----------------------------------

کعبہ کو بھی جانا ہے اگر حج کیلئے شیخ	ہوتے ہوئے ہم روئے انور چلینگے
شرابین کہیں ہندی ہو تو طلب اپنی	دو چار قدم آگے ہی مصر سے چلینگے
ہونا ہے جو تقدیر میں ہو گا وہی آخر	ہم بڑھ کے کہاں اپنے مقدس چلینگے
تنہا نہ کبھی جائینگے جنت میں یقین ہے	ہم ساتھ کسی کو صفت محشر سے چلینگے

ہم کو درجیت پہ نہ روکیگا کوئی شاد
جس وقت کہ ہم حکم پیر سے چلینگے

۳۔ رجب ۱۳۱۸ھ

یا نبی نزع میں شیطان کا کہن کیا ہی	آپ حامی ہیں کیسی مجھ پر داکیا ہے
آپ سب جانتے ہیں آپ ہی سب شن	کیا کہوں آپ سے دلی تمنا کیا ہے

دراحد کی گدائی سے ہو فخر شاہی	دُرودینار و درم کی مجھ پر وہ کیا ہے
دین بھی پائین گے دنیا بھی ملے گی اس سے	عشق مجبورِ خدا سے کہو اچھا کیا ہے
حال دل آپ نے پوچھا نہ کہیدن مجھ سے	سببِ خبری یا مرے مولا کیا ہے
آپ ہیں ختمِ رسل شافعِ روزِ محشر	آپ کے آگے بھلا اور و خاکِ تب کیا ہے
ایک ہیں نورِ احد نورِ محمد دو نور	صاف کہند یزیدین کہ کوئی بڑا کیا ہے
عشق میراثِ نبین ہو کہ ہو حال سب	منحصرِ فضل پہ ہو اسمین اجارا کیا ہے
ہو تجب کہ یہ وحدتِ بین ہو کثرتِ کیسی	تو ہے یکتا تو دُنی کا کیا شکا کیا ہے
آخری وقتِ مین دیدار تمہارا ہو جا	دو نورِ آنکھوں کی سوا پتا اندھا کیا ہے
صبر اور شکر کرین تیری رضا پر ہر دم	اور دکھ درد میں انسان کو چار کیا ہے

ہنہن کچھ فکر ہے میزانِ عمل کی مجھ کو میرے پلے پیرین حضرت مجھ کو کیا ہے

جب خودی سٹ گئی غمگسار کیا باقی

کس کو کہتے ہیں خدا اور یہ بند کیا ہے

۲۹- رجب ۱۳۱۸ھ

جہان ہر وقت ہر دم حیرت برستی ہے

کیفیت ہماری ہر ہی نشہ کی مستی ہے

چمچہ و خیال کا تہہ پائے کس کی مستی ہے

خدا شاہد ہی نعمتِ طہی از انجاستی ہے

طبیعت پھر زیارت گیر میری ترستی ہے

مدینہ بھی خداوندِ اعجاب پر نور بستی ہے

سرورِ عشق احمد دل میں اور آنکھوں میں ہر دم

ترے رتبہ میں کس کو غل ہر کیا کوئی دہا

فقط اک دل کر دینے پر اگر وہ ہو کو لمبا

جمالِ پاک اپنا پھر دکھا دو خواب میں مجھ کو

پڑے جب نظر تیری وہ کچھ کا کچھ ہی ہو جا	کرے مستانہ اک عالم کو وہ آنکھ و نین مستی ہے
بظاہر عبدین وہ اور باطن میں خدا جانے	تصور آ پکا بے شجہ عین حق پرستی ہے

تصور ہے جال پاک آٹھون پہر ہکو
ہماری تو یہی اسے ششاصوت پستی ہے

غزہ شعبان ۱۳۱۸ھ

جو خدا اُنپہن باہر کے ہوں یا گھر والے	وہی کہلاتے ہیں لاریب پیمبر والے
چشمہ نقیض سے لاکھوں ہی کو سیر کیا	بھر دی احاطہ مرا بھی مرے کوثر والے
ہو گئی داخل دفتر مری فرد عصیان	آپکے سامنے کیا بولتے دفتر والے
آپکے عشق سے اعزاز یہ ہر محشر کے دن	مجھے آ کے گلے ملیں تہین محشر والے

ہم تو دسے ہیں اسی در کفانی بندے

بندے اندہ کوہین عاشق احمد بھی ہم

آپکار تبہ کسی نے بھی نہیں پایا ہے

آل احمد ہی کا رہے ہی فزون تر ہے

دین و دنیا میں وقار اپنا بڑا فر کیلئے

جز اطاعت ہوا اور انھیں کچھ چارہ

رخ روشن پہ عجب حسن کی بکھرے بکھری

ہو گئے وہ اور جو کہلاتے ہیں باہر والے

کہیں ہوتی ہیں بھلا ایسے مقدر والے

اور تو اور رہے کھٹ کر ہر ابر والے

ہیں یہی جان و جگر اور یہی گھر والے

تیرے کوچہ گردانے کے کشور والے

زور حیدر سے جو واقف ہو خیر والے

یا داتے ہیں مجھ بے بال وہ گھونگر والے

شاہ آصف کی غلامی کا بھی ہی فتح نہیں

ہم بھی تقدیر کے ہیں نساکنندہ والے

۱۲ اشوال ۱۳۱۵ھ

تجھی کو جانتے ہیں اور ماسوا کیا ہے	تجھی ہی چاہتے ہیں اور مدعا کیا ہے
وہی ہے نور خدا کا جو ہے محمدین	یہ جان لو کہ خدا کیا ہے مصطفیٰ کیا ہے
احد جو احد بے یم کو کہے عارف	تو مومنو کہو انصاف سی خطا کیا ہے
ازل سے ہوں میں فدا آجدا دل جان سے	یہ پوچھ مجھ سے کہ پیغمبر خدا کیا ہے
فراق احمد مختار میں ہے دل بیمار	سوا وصال کے بیمار کی دوا کیا ہے
اصد میں اور محمدین کچھ نہیں ہی فرق	وہ عین ذات ہو اور صفت جدا کیا ہے
خدا گواہ کہ توحید ہے مراد مہرب	نہیں جودت توحید تو مرا کیا ہے
دوئی میں پڑ کے مجھ لوگ کہتی ہیں کا	نہیں سمجھ میں یہ آتا انہیں ہو کیا ہے

صنم پرست جو کہتے ہیں شاکوہ من

وہ جانے تہنیں کیا ہی اور خدا کی ہے

۱۴۔ شوال ۱۳۱۸ھ

ساری خلقت ہے فدائی آپ کی

یار رسولؐ انداب لیجے خبر

بسوہ گرہین کعبہ دل میں صنم

دم مرے سینہ میں ٹھہر اوقت نزع

کس طرح بھنگو نگا سید ہی راہ سے

کیجیے میری سفارش حق سے آپ

نقد جان ہے رومانی آپ کی

آفت جان ہے حُبدائی آپ کی

یا محمدؐ ہے دھمائی آپ کی

مجھ کو جس دم یاد آئی آپ کی

راہبر ہے دہن مانی آپ کی

ہے وہاں تک جب رسائی آپ کی

زندگی میں تھا تصور وقت نزع	عشق نے صورت دکھائی آپ کی
یاد میں نے جب کیا اللہ کو	ساتھ ہی بس یاد آئی آپ کی
اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ کیا	خاکِ پا جب ہاتھ لائی آپ کی
جان و دل سے جو ذرا ہیں آپ پر	جانتے ہیں دلِ ربانی آپ کی
امتِ مرحومہ سب بخشی گئی	رحمتِ حق تھی کسائی آپ کی
چون از گشتی ہمہ چیز از تو گشت	کیون ہنوساری خدا کی آپ کی

کیا کرے دنیا کی شاہی لیکے شاد

ہے بڑی دولت گدائی آپ کی

۱۴ شوال ۱۳۱۸ھ

تاجِ لولاک ہر شایانِ رسولِ عربی

آپ کا خوانِ کرم ساری جہان میں ہی کچھا

آپ کی دید کی خواہش ہے دلِ مضطرب کو

انبیا جتنے ہیں آپ انکو بھی شافع ہو گئے

باغِ احمد کے ہیں دو پھولِ حسینِ احقر

بخشوا میں نہ اگر آپ مجھے محشر میں

عشق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں باقی

دیکھیے نورِ خدا میں نظر آتا ہے

مے تو حید پلا کر مجھے کر دین سرشار

پر تو شانِ خدا شانِ رسولِ عربی

یادِ واغیا رہیں مہمانِ رسولِ عربی

مضطرب کہتے ہیں ایمانِ رسولِ عربی

کے سب بانی گئے احسانِ رسولِ عربی

یہی دو تین گل وریحانِ رسولِ عربی

ہو گا بس ہاتھ میں دامنِ رسولِ عربی

کہ یہی ہدیہ شایانِ رسولِ عربی

آئینہ ہے رخِ تابانِ رسولِ عربی

ہو گا سر پر مری احسانِ رسولِ عربی

کیون نہ تعریف کریں لوگ سخن کی اینٹ بٹا
دل و جان سے ہوں ثنا خوانِ بی

۱۴ شوال ۱۳۱۸ھ

فقط نام احمد مرے دل نشین ہے	سوا آنکری اس گھر میں کوئی نہیں ہے
مرے دل میں آجاؤ تم یا محمد	یہ سُنسان خالی مکان بگین ہے
کہاں چھوڑ کر میں مدینہ کو جاؤں	یہی آستان اور میری جبین ہے
بہت بد جبین دیکھی دنیا میں لیکن	کہیں ایک بھی تیرا فانی نہیں ہے
نہ کیوں عرش پر اوج ہوا گویا محل	خدا یا مدینہ کی یہ سر زمین ہے
دمِ نزعِ عموں میں نہیں کوئی میرا	فقط ایک ہدم دم واپسین ہے

یہاں آئین حورین بھی تو پھر عجائبن	زمین پر دینہ بہشت برین ہے
وسیلہ ارین و دنیا میں شاما	تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہے

بلا کر دینے میں دل شاد کیجے
کہ مدد سے ناشاد جان حرمین ہے

۲۸۔ شوال ۱۳۱۸ھ

شگفتہ یان ہرک دل کی کلی ہے	ارم ہے جو مدینہ کی گلی ہے
چڑھایا ہے دل پر سوزین نے	نئی یہ شمع روشنی پر جلی ہے
مری سوز محبت کو جو دیکھا	فلک پر رشک سے بجلی جلی ہے
نہ کیوں واقف ہو وہ راہِ خفی سے	ولی اللہ اگر ہے تو علی ہے

قبا جسے کیا اپنی خودی کو	وہی عارف ہی بیشک ملی ہے
تصویر میں تمہارے روح نکلی	دلہن نوشاہ سے ملکر چلی ہے
لکھی ہے وصفِ خین بہنوئی	مثالِ شامِ گل پھولی چلی ہے
لبِ لعل شکر خائے محمد	نباتِ وقتِ مصری کی ٹلی ہے
عدو کے شر سے ہون محفوظ اہم	مرا حصہ حصینِ نادِ علی ہے
جو سمجھے نفس کی اپنی حقیقت	نہالِ معرفت کی یہ کلی ہے

طوافِ روضہ عینِ حج ہوا شاد

مرا کعبہ مدینے کی گلی ہے

۲۔ ولیقعدہ ۱۳۱۸ھ

نہال آپ کا امیدوار ہو جائے	حضور میں جو طلب ایک بار ہو جائے
گزر ترا جو نسیم بہار ہو جائے	نسیم گلشن طیبہ میں سنگھا دینا
یہ آرزو ہے کہ دل کو قرار ہو جائے	کبھی تو لطف و کرم سے مزاج پرسی ہو
جو قیس دیکھ کر اچھکواں شمار ہو جائے	بنی کے عشق میں ایسا ہوا ہوں دیوانہ
چمکے جسکی ستور مزار ہو جائے	یہ آرزو ہے کہ ہو دھن میں نایع عشق رسول
ترا کرم سے پروردگار ہو جائے	شمار کچھ نہیں میرے گناہ بے شمار کا
اگر حضور کہیں تو پیکار ہو جائے	یہ جان شمار ہمارا غلام صادق ہی
گناہ کر کے ذرا شرمسار ہو جائے	گناہگار کو جوت کی آرزو ہے اگر
یہ بال بال دل بے قرار ہو جائے	اسیہ گیر احمد کے عشق میں یارِ یار

خیال گلشن طیبہ ہونے میں یارب	آخر سانس نسیم بہار ہو جائے
نگاہِ ناز کا خنجر چلے نہ رک رک کر	یہ آرزو ہے کلیجہ کے پار ہو جائے
بھنوبین پڑ گئی کشتی یہی ہر وقت مدد	جو ناخدا ہو خدا پل میں پار ہو جائے
زبانِ دل سے ہو جاری اگر خدا کا ذکر	تو وقتِ نزع مرا بیڑا پار ہو جائے
جو میری خاک میں غری کی خاک میں مل جائی	تو جانِ نثاروں میں اپنا شمار ہو جائے
یہ آرزو ہے مدینِ جاں بہستی	الچھ کے غار سے اب تار تار ہو جائے
گرے جو مرقداں پر آنکھ سے آنسو	تو آبرو میں درِ شاہوار ہو جائے
یہی دعا ہے کہ آصف کا بول بالا ہو	عدو جو شاہ کا ہی ہو قار ہو جائے
کروں جو ذکر کبھی اپنی بیخودی کا مین	ہر ایک بیخود و بے اختیار ہو جائے

غبار بنکے ادب سے چین چوم لو نگار کاب	گداز دھڑ سے جو ای شہسوار ہو جائے
--------------------------------------	----------------------------------

نگاہ لطف سے دیکھیں اگر حضور ای شاد

تو ایک دم میں گدازا تاجدار ہو جائے

۲۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے	ستارہ نصیب کا چمکا ہوا ہے
-----------------------------	---------------------------

فرہ اسکو آتا ہے عشقِ بنی کا	وہ جسکی نظر میں سما یا ہوا ہے
-----------------------------	-------------------------------

نہ ہی آپ کا کوئی ہمسر نہوگا	یہ دیکھا ہوا ہے یہ سمجھا ہوا ہے
-----------------------------	---------------------------------

خداوندِ عالم ہے ج طرح واحد	حبیبِ خدا بھی تو یکتا ہوا ہے
----------------------------	------------------------------

احدا و ما حمیدین ہے فرق اتنا	یہ بندہ ہوا ہے وہ لڑا ہوا ہے
------------------------------	------------------------------

کہو دل سحر علی اہل مجلس	کہ خیر الورا آج پیدا ہوا ہے
اُسی سے کوئی پوچھو ہے کون احمد	جو عین حقیقت بنیا ہوا ہے
احد اور احمد ہے کس طرح واحد	وہی جانتا ہے جو سمجھا ہوا ہے
مجھے کوئی کافر کہے یا مسلمان	کہ جسکے جو جی میں آیا ہوا ہے
موجود ہوں عارف ہوں صوفی ہوں پکا	مرے حال پر فضل ملو ہوا ہے

فقط لغت گوئی سے ارشاد تجھ کو

یہ عزت ملی ہے یہ رتبا ہوا ہے

۳۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

برکت کے لوہے میں ایسا شاکھنی ہے

دیکھو نہیں اُس جا کے جو کلی مٹی ہے

جانا ہی جہنت کو تو شیر ہی سی جاؤ

جو آپکا عاشق ہو وہ کوئی بھی ہو لیکن

کیا پیاری کھٹک ہو تیری اس تیر فرہ کی

لو لاک تاج اُسکے ہی سر پر ہے سزاوار

مقبولِ خدا ہیں وہ جو ہیں نکلے نفس

اک جلوہ جانان میں غش آیا تمہیں ہوئے

جبریلِ امین آپ کو ہوں غاشیہ بردار

کس سبب دندانِ محمد کی ہو تعریف

جس طرح کی جبارت تھی علی شیرِ خدا میں

ستا الوہان بانو نہیں کیا چاؤن گہنی ہے

کچھ شک نہیں آسمین کہ اولیٰ قسمی ہے

کیا راحت جان ہی ہو جو چچی کی آنی ہے

احمد جسے کہتے ہیں وہ شاہِ مدنی ہے

شیطان کو بند ہو چھین کبر مہنی ہے

ابل میں ہو وہ شوقِ لبّاری ہے

کیا شانِ خدا شانِ سولِ مہنی ہے

لیعل بخشان ہو وہ ہیرے کی گہنی ہے

ایسا کوئی تلوار کا دنیا میں دہنی ہے

جائینگے جو جنت میں تو اُمت کو لے ساتھ	کیا رحم بھی حضرت کا یہ اللہ غنی ہے
خالق کی مشیت نہ ٹلی ہو ٹلسیگی	آخر وہی ہونا ہے جو امرِ شنی ہے

کیا خوف تجھ شاد اگر اکھ عدد ہون
تیری تو مدد پر شہر کی مدنی ہے

۲۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

باغِ شیر کے محبت کی ہو آتی ہے	غنچے غنچے سے مجھے بوی وفا آتی ہے
یہ یقین ہو تاہم ہو ہکو در فردوس کھلا	ٹھنڈی ٹھنڈی جو مدینہ کی ہو آتی ہے
ہوں فدا ذاتِ میں ایسا کہ مجھ ہر سوتے	ذکرِ ماکانِ محمد کی صدا آتی ہے
یاد جب اپنے گناہوں کے کرم آتے ہیں	اپنا اعمال پہ کیا مجھ کو چاہی آتی ہے

ڈھونڈنی کسکو یہ دیوانی قضا آتی ہے

نہ تو لبواستے ہیں حضرت قضا آتی ہے

تو جو اٹھلاتی ہوئی باو صبا آتی ہے

اے مسیحا کب راس موآتی ہے

اس طرف کیوں نہیں لپٹ صبا آتی ہے

لباغر سے ہنیا کی صدا آتی ہے

میں سمجھتا ہوں کہ شرب کی ہوا آتی ہے

ہکو مرنے سے کہیں پہلے فنا ہی حال

کوئی پہلو مری سکین کا نکلتا ہی نہیں

کیا خبر لائی مدینے سے شاہی ہکو

تیرا بیمار محبت تو ہی آزاد پسند

کہو کیا بھول گئی بندگی کو اپنے مولا

یاد میں ساقی کو شرکی جو پیتا ہونین جام

سانس جو سر نکلتی ہے مری قضا خیر

تجھ کو اے تنہا مبارک نوح عشق کو جام

کالی کالی وہ مدینے سے گھٹا آتی ہے

۵۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

گوشان محمد کی شان بشری نکلی	وحدت کی کسوٹی پر چاندی پکھری نکلی
دیوانہ احمد تھا جب روح نے کی پروا	حور و ن نے کہا دیکھو کیا خوب پی نکلی
کیا الفت احمد کا ہر نسل بھلا پھولا	ایمان کی شمع اس میں تاحشر ہری نکلی
تھی نزع میں گو غفلت پر دستھی یاد اگی	ہوں ہوش فدا جیسے وہ پنجہ سری نکلی
پہونچا یاد میں اب تک نہ مجھ تو نے	ای عشق بہت تیری بیداگری نکلی
مقبول ہوئی طاعت صد شکر دم آخر	جو سانس مری نکلی حسیست بھری نکلی

اے شاد محبت نے کیا بات بنائی ہو

حضرت کی جو استہ عصیان سہری نکلی

۶۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

کعبہ کا بھی ہوا اور مدینے کا سفر بھی	اسی شاد مراد دل تو ادھر بھی ہوا ادھر بھی
کسکو ہی یہاں عشق میں آرام میسر	بیتاب ہی پہلو میں مری دل بھی جکڑ بھی
حق یہ ہے کہ منصور الالحق ہی نہ کہتا	دعویٰ کہیں کرتے ہیں خدائی کا بشر بھی
کیا صل علیٰ حسن خدا داد سے تیرا	خوشی بھی قربان ہو صدقہ ہی فخر بھی
منزل ہو کڑی پاؤں میں نل سلب ہو گتا	ہو بارگاہ دوش پہ درپیش سفسہ بھی
اک جام پلا بادۂ توغیہ کا ساقی	پیاسی ہے مری روح بھی در شہ جگر بھی
آنکھیں مری روتی ہیں تولب ہیں مری خندان	رحمت پہ ہون نازان تو گناہوں کا ہی در بھی
بیا رحمت کو ہو کیا جینے کی امید	گل ہو کر کہیں جلتی ہے پھر شمع ہی بھی

مین تشنہ دیدار ہون مین طالب دیدار
ہاں ساقی کو نظرِ لطف اصر بھی

برائینگی اے شاد ترے دلی مرادین

پیدا ہے دعاؤں سے تری رنگباز بھی

۱۰۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

دل مشتاق کا اُس در پہ گزارا ہو جا

پست ہیخت بلندی پہ تارا ہو جا

نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جا

دُوبتے کو مرے مولا جو سہارا ہو جا

چشمِ رحمت سے اگر ایک اشارا ہو جا

مجھ کو دیدار دینے کا خدا را ہو جا

پایو بوسی کا شرف مجھ کو جو حاصل ہوئی

طلبی ہند سے ہو جلد دینے میں جن خوا

ہے گردابِ بلا سے مری کشتی محفوظ

حشر کے روز کوئی مجھ سے نہ پوچھ گیا تھا

تیرے ہاں محبت کو ترے ہاتھوں سے	تلخ دار بھی جو مل جائے گوارا ہو جائے
--------------------------------	--------------------------------------

سج سے ہو کہ خوشی سی ہو دینے میں نہ

چاہتا ہوں کہ یہ طرح گزارا ہو جائے

غزۃ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ

نظر لطف ادھر بھی نہ دین تھوڑی سی	دل محزون کو تسلی ہو کہین تھوڑی سی
----------------------------------	-----------------------------------

ہے تنہا کہ یہ دینے میں گزاروں اس کو	عمر باقی ہی جو ایسے سرور دین تھوڑی سی
-------------------------------------	---------------------------------------

خم کے خم منہ سے لگاساں کو شیریں	ایسے پیاسے کو پانی کہین تھوڑی سی
---------------------------------	----------------------------------

جہر سائی دریا قدس کی یہ چھوٹی ایدل	چارہ سے خاک ہی زینت چین تھوڑی سی
------------------------------------	----------------------------------

خوانِ نعمت پہ نہ دنیا کی کبھی آنکھ پڑے	ملے شرب میں اگر تاج چین تھوڑی سی
--	----------------------------------

بعد مر نیکی مری خاک ٹھکانے لگیا ہے	مجھ کو بلجیائے مدینہ نشین میں تھوڑی سی
------------------------------------	--

کرنہ برباد تو اس نفس کی ہاتھوں اسی نشانہ
--

آبرو ہے تری اسی خاک نشین تھوڑی سی

۲۵- ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

شان کیا شانِ علا ہے احمد محمد کی	اللہ کلِ خدائی ہے اسی سرکار کی
----------------------------------	--------------------------------

سر جھکا ہے رہتی ہیں ساری ادبِ انبیا	ہی وہ عظمت اور شوکت آپ کے دیدار کی
-------------------------------------	------------------------------------

جانبِ طیبین تکمیلِ جہت پہاؤں میں	وقتِ آخر بھی مٹنا ہے مجھے دیدار کی
----------------------------------	------------------------------------

محو حیرت ہو گیا ہوں اس قدر آیدہ سان	جس طرف دیکھوں نظر آتی ہے صورتِ یار کی
-------------------------------------	---------------------------------------

آرزو اب کس کو ہی رویت کی تیری باہو نو	ہم زیارت کر چکے اُس ابرو خمدار کی
---------------------------------------	-----------------------------------

مست بخود ہو گئی بہن جلوہ دلدار سے	بیخودی میں یاد آتی ہے کسی اغیار کی
جلوہ کرتا نہیں گلشن میں جبٹ سرفرد	آنکھیں بہتی ہیں ترستی نگر س بیمار کی
کھینچے ہیں جانب صحرا پر تیر چنڈ سے	آبلون کو بھاگئی کاوش و بان کے خار کی
کا در عشق محمد خلق کہتی ہے مجھے	سب مسلمان قدر کرتے ہیں مرزا کی
نیستی ہستی میں کیا حائل ہوا دریا کوئی	کچھ خبر اس پار والوں کو نہیں اُس پار کی
بول بالا ہو جیشہ نشا آصف جاہ کا	عمر میں یار تبتی ہو مرے سردار کی

دوست اسید میر انشا مالا مال ہو

گر عنایت کی نظر ہو جاے اب کار کی

۲۹ - ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

عشق احمدین یہ شور و فطری ہے کہ	ای جنوں تیرے فدائے خبری ہے کہ
ایک دم بھی نہ تصور سے ہو اس کا غافل	دل کی آئینہ میں تصویر دھری ہے کہ
نکھت باغ مدینہ سے معطر ہے دماغ	اپنی بو باس نسیم سحری ہے کہ
بادہ مشوق سے ایدل نہ کبھی ہو خالی	اپنی شیشہ میں ہو عشق بھی ہے کہ
گر بہین طاقت پرواز تو حسرت ہی ہے	شکوہ صیاد کا بال و پری ہے کہ
بیخودی ہو گئی ہے آئندہ دار حیرت	پاس دیوانگی اے بیخبری ہے کہ

کینہ و بغض سے دل پاک رکھ پناہ بخشا

قیدِ ہفتاد و دولت سے بری رہنے دے

غزہ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

رسول اللہ آئے ہیں جہان سے	ہمیں ہے واقفیت اس مکان سے
سنگھار دے لاکے خوشبو اسی صبا تو	مدینے کے پہلے ہستان سے
یہاں ہم جس مکین سے پوچھتے ہیں	ق کہ آیا اس مکان میں کس مکان سے
وہ کہتا ہے جہان جانا ہے ہم کو	یہاں آنا ہوا اپنا وہاں سے
محمد کی اگر سننی ہو تعریف	حقیقت میں سنو حق کی زبان سے
مرے ساتی مجھے دوست کرنا	لب کو تر شراب العوان سے
رہگی کونسی پھر بات باقی	خود می اٹھ جائیگی جب میان سے
تری ترگان کا ہے جھکو تصور	محبت ہو گئی نوک سنان سے
یہی کہتا ہے جذب عشق ہر وقت	مدینے کو چلو ہندوستان سے

کسی سے ٹل نہیں سکتی مشیت	پھر اکبر تیر جہت مکان سے
غم عشق شہنشاہِ دو عالم	کہین برتر ہے عیشِ جاودان سے
گلستان کی کلی شرمگسی ہے	ہوئی روکش جب اس غنچہ بان سے
ہو معلوم احمد کا قریب	شب معراج ہی کی داستان سے
مرد ملتی ہے کیا کیا وقتِ مشکل	مجھے اپنے معین و مہربان سے
قفس میں چھنس گیا ہستی کے اگر	یہ مرغِ جانِ عدم کے آشیان سے
جبرانی کا نہ کیوں اسکو تسلق ہو	کہ چھوٹا اپنے وہ پہلے مکان سے
خودی کھو کر خد کو پہننے پایا	حجاب اپنا اٹھایا درمیان سے
زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں	کہو طیبہ کے جا کر پاسبان سے

گناہوں سے رہا کرتا ہوں نادم	یہ ظاہر ہے مری انکسار سے
مرے مولے مری آقاہین واقف	مرے دکھ سے مری درد نہان سے
عبث زاہد مجھے کہتے ہیں مشرک	انہیں کیا اگہی راز نہان سے

مجاز آخر حقیقت ہو گا ای شاد

پہونچتے ہاں پر بہن نردبان سے

۱۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

طیبہ گرین جاؤں حاصل ہو شادمانی	جانی رہیگی دلکی یہ کاہش نہانی
بس بس نہ کر ملامت مستوں کو استقدر تو	ہاں چھیر ٹیڑھا صاب کچھ اور ہی کہانی
دلکی لگی تجھ کو اس درد کی دوا دو	زمرم کا تم پلا دو وہ پاک محب کو پانی

جو کچھ تھا انکو سنا معراج میں سنا
سبز نہان سنا تے حیرت کیا زبانی

نقش قدم کی صورت رہنے دو در پہ چھپو
کرتی ہے عرض تمسی یہ میری ناتوانی

بیگانے اور اپنے سوجان سی فدا ہیں
بلے دیکھے بھالی تمپر اللہ ری دستاقتی

اللہ کی نوازش ایسی تھی مصطفیٰ پر
خود اپنی ذات سے تھا مصروف میہانی

زیبا ہے قد و قامت صل علی محمد
سے یہ الفنا حد کا یا سر و بوستانی

انداز عشق کی سب نیزنگیان یہ دیکھو
آنکھیں ہیں آبدیدہ اور رنگ عطرانی

ہوں عارض نبی پر سوجان سی فدا ہیں
ساتی پلاوے مجھ کو اک جام ارغوانی

یار ببدلی قسمت اتنی ہو بس عنایت
احمد کے دل کی مجھ کو بجائی پاسبانی

سے نقش موج دریا حادث ہر سدا عالم
قائم قدیم ہے وہ دنیا ہی ساری فانی

گر لاکھ رن بھی جیتے تو کیا دلاوری ہے
مارے جو نفس اپنا اُسکی ہے پہلوانی

تو اور فرخ و حدت اللہ سے یہ دعویٰ

تو اور مشاد تیری لیلِ نکستہ دانی

۱۵۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

خاک پایِ نبوی شاد جو پاتے جاتے
اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ بناتے جاتے

آمد و شد سے نفس کی یہ ہوا ہی معلوم
عمر گھٹتی ہی فقط سانس کو آتے جاتے

ولو لے جوشِ جنون کو جو ترقی کرتے
اپنی شوریدہ سری ہم بھی کھاتے جاتے

خار دامن ہی اُلجھتے تو مزہ ہوتا پھر
اکلے اسی جوشِ جنون اُنکا اُڑاتے جاتے

یاد سے آپ کی آباد ہے یہ دل و رتہ
اُگل اس خانہ ویران کو لگاتے جاتے

ساقیا مہمیں بلجاتی اگر کوثر کی	اسی دنیا میں لگی دلی بھجائے جاتے
پوچھتے کیا ہو تم اس غارِ دلی وسعت	رازِ بہین ساری خدائی کو سماتے جاتے
قبل مرنے کے مدینہ کی زیارت ہو جا	آرزو یہ بھی ہو پوری مری جاتے جاتے
اے صبا کچھ تو سنا ہو مدینہ کی خبر	دیتی رہ دلو تسلی مرے آتے جاتے
ساتھ ہم قافلے کے جاتی کبھی طیبہ کو	خارائس راہ کی لپکوں سے اٹھاتے جاتے

عشق کی راہ نہوتی جو شیب اور فراز
شاد چہرے کیلئے ہم ٹھوکرین کھاتی جاتے

۲۰۔ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

عاشق ہوں یا الہی تو عشق میں اتر دے	اپنے نبی کو دین میں میری جگہ تو کر دے
------------------------------------	---------------------------------------

کثرتِ سی اور خودی سی پہوش ہکو کرے	ساتی پلا وہ بادہ وحدت کی پٹ ہو بین
دیکھے جمالِ مسکا جسکو خدا نظر دے	دیدارِ اسکو ہو گا ہر جزو اور کل میں
نقشِ قدمِ بنینِ ہم ایسا دل و جگر دے	لغزش نہ ہو قدم کو پلٹیں نہ درستی دے
رہبر ہو شوق میرا اٹنے کی جھکو پے	طائر کی طرح اگر کہہ پوچھوں مدیہ یارب
زیرِ قدم تو اُنکے آنکھوں کو فرش کرے	آتے ہیں وہ مری گھر جا گئے نصیب ایل
دنیا و دون الہی فرصتِ مجھے اگر دے	دل میں ٹھنی ہی اپنے جا کر دن زیارت
سرِ مہ ہو خاک اپنی پامال کر تو کر دے	ہے آرزو کہ مر کر آنکھوں میں گھر کر نیں

بلوایا ہے بنی نے تجھ کو مدینہ و شاد

بادِ صبا خدا را اتنی مجھے خبر دے

۲۸- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

دست مرے دلمین تپ سوزِ درون ہے	غم ہجرِ محمد کا مجھے شاد فروں ہے
عشرت کدہ دلمین مرے آج ہی ماتم	کس الف سیت کا جگو چیون ہے
پھر کشمکش چارہ سودا میں پھنسا دل	پھر زور و نپہ ان روزوں میں لپٹو نہیں ہے
کیون آہ کی تاثیر ہوئی جاتی ہو اُلٹی	اسمین بھی الہی اثرِ بختِ نگوں ہے
خود دردِ مرے درو کا دریاں ہر گاہ کیا	تکلیف نہ ہو مجھ کو تو کس طرح کہوں ہے
ناموسِ وفا کا ہے اُسے پاس و گریز	آبادہ جلا نیکو مرے سوزِ درون ہے
میرے دلِ شنید کی عیالت ہر شب و روز	بیتاب کسی دم ہے کیونٹ کون ہے
اُٹھلاتی ہوئی آئی ہے جو بادِ صبا آج	مزدہ کوئی لائی ہو کوئی نیا شگون ہے

جس نے کہ خودی کھوئی وہ پہونچا سیر منزل
اگر گشتگی کے تشا یہاں راہنوں سے

۳۔ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

ہم خیال رخ پر نور میں حیران ہونگے	یاد آئی گئے جو گیسو تو پریشان ہونگے
ساتھ میرے کے لحد میں جو یہ پہنا ہونگے	دماغ سینے کے چراغ تہ دامن ہونگے
حق نے جبریل سے علاج کی شب فرمایا	آج کی رات محمد مرے مہمان ہونگے
ایجنون چھوٹر کے ہکڑ بھی ذرا دیکھ لی تو	قیس کی طرح ابھی چاکلیاں ہونگے
حوضے اپنے نکالوں گا مدینے چلکر	عرض کر دو گامری ولیمین جواہر ہونگے
دشت تیرب میں دوا ہو گی مری چھا لونی	آبلے پاؤں کی اور خازن غیلان ہونگے
جیسے ہی میرے جگہ سیرنگہ باز کو ربط	ایسی ہی دلپہ مری شیفہ ایمان ہونگے

<p>لیکیا بخت اگر رخصتہ اقدس کی طرف ہم کو تو گلشنِ طیبہ میں اڑا کر لے جا</p>		<p>جان و دل سے کبھی صدقہ کبھی قربان ہو گئے ہم ترے با و صبا بندہ احسان ہو گئے</p>
		<p>بت پرستی میں کٹی عمر تو کیا پروا ہے مستلزم جا کے مدینہ میں سلمان ہو گئے</p>
		<p>۸- جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ</p>
<p>شوقِ پاؤں مجھ کو ذوقِ فزا ہوتا ہے شکستہ اس حال میں کڑا بھی گلا ہوتا ہے اس کا انجام زادِ یکھسے کیا ہوتا ہے شکرِ نعمت ترکبِ محبہ ادا ہوتا ہے</p>		<p>نامِ احمد سے یہاں عشقِ سوا ہوتا ہے ہے جذباتی تو بہرِ شاق مگر کیا کیجے شوقِ بید ہے مگر بخت نہیں ہر یاد تو ہے دریا کے کرم و میناؤں قطرہ</p>

<p>جس طرح شمع پہ پروانہ فدا ہوتا ہے</p> <p>قادر انداز ہوں کہ تیر خطا ہوتا ہے</p> <p>یہ جو بندہ ہی خدا جانے وہ کیا ہوتا ہے</p> <p>مجھ کے واسطے مگر گم جفا ہوتا ہے</p> <p>لغت گو آپ کا جب نغمہ مرا ہوتا ہے</p>	<p>یار و اغیار ہیں اس طرح تری شیدائی</p> <p>ہوئیں مقبول دعائیں بطفیل حضرت</p> <p>ذات میں اس کی فنا کر تے ہیں جب یہی کو</p> <p>تجھ کو معلوم نہیں کہ کا ہوں بندہ کی چرخ</p> <p>عمر جا چرخ سے سب حور و ملاک کہتے ہیں</p>
<p>بی طلب اس کو نکل جاتے ہیں ساری مطلب</p> <p>شاد کے حال پہ جب فضل خدا ہوتا ہی</p>	
<p>۵۔ شوال ۱۳۱۹ھ</p>	
<p>جس طرح لیلہ سے معجون جلوہ گر محفل میں ہے</p>	<p>اس طرح حب محمد جاگزین سن دل میں ہے</p>

<p>جیسے آتش ننگ میں ہو میری ضمیر دلیں ہے روئی شمع نبوت آپ سے محفل میں ہے اڑے کے پہونچے یہ دینو دم کہاں بل سیج دل کشاکش میں پڑا ہو جان کس شکل میں ہے ہر ٹھکانے پر مسافر کا روان منزل میں ہے</p>	<p>موج بُوئے گل ہنیں ہر دوستانہ پی وفا باعث تکوین عالم آپ ہی کی ذات ہے مرغ دل کو تیغِ فرقت کیا ہی پنجان ہر اُدھر شوق زیارت اور ادھر ہر کج رو بار حسرتیں مرقد میں ہیں طیبہ میں جا پہونچی ہر</p>	
	<p>کوئی دم خالی ہنیں سے ذکر حمد و نعت ہنسیا بات اور کس ڈاکر میں کس شغل میں ہے</p>	
	<p>۳۰۔ رمضان ۱۳۱۹ھ</p>	
<p>خودی اپنے دل سے مٹائے بزرگی</p>		<p>ہمیں اُو خدا سے لگا لے بزرگی</p>

بظاہر چھپے ہیں جو حضرت کو کیا ہے	قیامت میں صورت دکھائی ہوگی
جلدائی میں تڑپا ینگے وہ کہا تک	بھول ہو کر ہوا بے ہوگی
ہماری تمہیں داد دینی ہی ہوگی	ہمیں اپنی حاجت سناے ہوگی
چھپاؤ نگاہ تک میں راہِ محبت	جو دہلین ہو لب پر وہ لائے ہوگی
جو مشکل کشا ہو مری بات گری	بنائے بنے گی بنائے بنے گی

کہان تک کر گنا گنہ سنا چپ کر

تجھے حق کو صورت دکھائے ہوگی

۲۹۔ شوال ۱۳۱۹ھ

یارِ ترے حبیب کا ہی آسرا مجھے	تجھے وہ بخت و امن گے روزِ خراب مجھے
-------------------------------	-------------------------------------

پہونچا ہے اب مدینہ کو میرے خدائے مجھ	جلدی دکھا دے روضہ خیر الہیہ مجھے
روزِ است میں نے جو لفظ بکے کہا	سو سچی نہ ابتدا ہی میں کچھ انتہا مجھے
ڈھونڈا جہان میں نہ ملا مجھ کو کوئی اور	ہے آسرا تر ہی شہِ دوسرا مجھے
کس طرح ازل کے ساتھ تری جاؤں میں دہان	تو ہی بتا دی راہ وہ پیکِ صبا مجھے
اتنی سی آرزو ہے مینو کو جاؤں میں	ارمان کوئی اور نہیں یا خدا مجھے
یا رب یہی دعا ہے مری کرا سی قبول	مشاق ہوں مینو میں آئی قضا مجھے
روشنے کی خاک چاٹ کر کہتا رہو نگاہ میں	اکسیر درد دل کی ملی ہے دوا مجھے
کس برق و شرک دہیان مری میں آ گیا	کس کی تھی یاد جس نے کہ تڑپا دیا مجھے
جس سمت دیکھوں میں ہی صورتِ نظر پر	سو جھمی نہ اور کچھ بھی تمہاری سوا مجھے

کشتی کو اپنی بادِ مخالفت سے خوف کیا	احمد سایا خدا جو ملا ناخدا مجھے
بیمار ہوں میں عشق میں سبطِ رسول کو	کوئی پلا دے گھوٹکی خاکِ شفا مجھے
نازک سوا ہے شیشی پہلو میں دل	پتھر سے کم نہیں سخنِ ناروا مجھے
فضلِ خدا ہے احمد مرسل کا ہر طفیل	اعلیٰ ترین یہ شلالہ جو رتبہ ملا مجھے

غزہ شعبان ۱۳۱۹ھ

بلوائے گامِ مجھ کو رسولِ خدا کبھی	کیجے گا سرفراز شدہ دوسرے کبھی
جاؤں مدینہ ہند سے ایسا ہو یا خدا	ہو جائے مستجابِ می یہ دعا کبھی
تیرے بٹی کی مجھ کو زیارتِ نصیب ہو	بیدار ہوں نصیبِ مری یا خدا کبھی
ہر وقت آپ ہی کا بھروسہ رہا مجھے	ڈھونڈا کسی کامین نے نہیں آکر کبھی

جو کچھ طلب کیا وہ تمہیں سے طلب کیا

غیر وہی نہ شادانے کچھ التجا بھی

۹۔ شوال ۱۳۱۹ھ

باو شیر بہر استقبال آکر لی گئی

اسکو بھی افسوس ہر اندہی اڑا کر لی گئی

جستجو میری مجھے گھر گھر پھر کر لی گئی

قبر میں الفت مجھے مشعل دکھا کر لی گئی

رحمت اسکی جوش میں آئی چھڑا کر لی گئی

پیو امجھ کو اڑا کر پر لگا کر لی گئی

جب صبا خاں اپنی بطنی کو اڑا کر لی گئی

برقِ فرقت نے کیا تہا خرمِ ہستی کو خاک

منزلین طو کر کے جا پہونچا دینی میں اخیر

کام آیا بعد مرنے کے مرادِ غمِ بگر

لیچلے تھے کھینچا اعمالِ دوزخ میں مجھے

ایک پل میں شوقِ زینچا دیا طبعِ شدا

۱۳۔ رجب ۱۳۱۹ھ

خمار آنکھوں سے ایشیا دور ہوتا ہے	نبی کے نام سے ہکو سرور ہوتا ہے
کوئی یہ فرق بتانا تصور ہوتا ہے	احدین اور ہی احمدین ایک میم کا فرق
انہیں بجلا کہیں کشف قبول ہوتا ہے	خدا کے نور سے جنکو نہین ہر کشف قلب
اسی دعا کا اثر بھی ضرور ہوتا ہے	دعا کی واسطے دل کا خلوص ہی لازم
جو چاہیں آپ وہ بیشک حضور ہوتا ہے	خدا کو آپ کی خاطر ہے ہر طرح منظور
قبول آپ کا کہنا ضرور ہوتا ہے	کرین جو میری شفاعت ہو و کیوں بیکار

نصیب آٹھ پہر شلا کو حضور ہی ہے

خیال طیبہ کہیں دل سے دور ہوتا ہے

۱۳- رجب ۱۳۱۹ھ

آپ کے عشق میں دنیا سیر گزر جائینگے	نام ہم آپ کا لیتے ہوے مر جائینگے
مرہم وصل کی تیر جو بن آئی ہے	زخم سب دیکھتی ہی دیکھتے پھر جائینگے
قبلہ و کعبہ مقصود ہی حضرت ہی کی ذات	چھوڑ کر آپ کے ہم در کو کبہر جائینگے
اُس کو پا جائینگے اک عمر سیر چکی تلاش	آپ پی سیر کبھی ہم جو گزر جائینگے
اُسکی رحمت ہو گناہوں سے ہمارے بڑ بڑکے	نا خدا وہ ہے تو ہم پار اتر جائینگے
یاد فرمائینگے جوقوت حضور والا	ہم مدینے روش تیر نظر جائینگے
قوت بازو ہست ہے عنایت کی	زور اعدا سے بھلا ہم کہیں ڈب جائینگے

رکھ تو کل نہ نظر ہو نہ کبھی تو مایوس

کام بگڑے ہوئے انشا سنو جائینگے

۷۔ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

مرحبا کیا طالع بیدار ہے	اپنا آقا سید ابرار ہے
آپکا در چھوڑ کر جاؤن کہاں	دو جہان میں ایک یہ کٹر ہے
کہکے حق منصور سولی پر چڑھا	نام اسکا اسلیے سردار ہے
کہتے ہیں سب جسکو محبوب خدا	وہ تو اپنا احمد محنت دار ہے
آؤ شیر بک کو چلین اے مومنو	دیکھ آئینگے بڑا دربار ہے
دل ہو بریان اور جگر ہر پاش پاش	اسلیے گریان چشم زار ہے
جو رناتیری سر آٹکھوں پر مرے	شادیاں شاد رکھ مختار ہے

اپنی کشتی پھنس گئی گرداب میں	نا خدا کوئی نہ کوئی یار ہے
آپ گر چاہیں تو مشکل سہل ہو	آپ حامی ہیں تو بیزار ہے
کیا کہوں میں اپنی حاجت آج	آپ پر روشن ہی جو درکار ہے
کیجیے گر رحم تو جی جاؤ نکلا	دور نہ اب جہنما بہت شوار ہے
ہم تو بندے ہر طرح مجبور ہیں	تو ہی مولیٰ اور تو مختار ہے

کافر عشق محمد ہون میں شاد

سجہ سے بڑھ کر اذکار ہے

۲۴۔ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

رواق جو دو جہان میں ہی شاہ امم سی ہے	سارا نظہر آپ ہی کی دم قدم سی ہے
--------------------------------------	---------------------------------

ہم کو غرض حرم سے نہ میت الصنم سے ہے	بندی ہیں جب کام اُسکیے کرم سے ہے
باطن میں نہ ایک ہی ظاہر میں عبودیت	عقدہ کھلا یہ ہم کو شگافِ قلم سے ہے
کھلاتے تیرے ہیں تری در کفِ فقیر میں	جنت سے واسطہ نہ غرض کچھ ارم سے ہے
اس پر جو کرم تو یہ ناشادشا دہو	محزون دل حزن جو پس کلام سے ہے
لا تقطعوا سے وجہ تسلی ہم سے لیے	امید مجھ کو تیری فی فضل و کرم سے ہے
واقف ہوں گا رازِ فنا و بقا سے وہ	مطلب اگر بشر کو وجود اور عدم سے ہے
ہی آرزو کہ آپ کے در پر پڑا رہوں	دولت سے کچھ غرض ہی نہ جاہ و چشم سے ہے

اسی شاد خوب لغت میں تہی کھلائی گل

پھولی پہلی یہ شمع تہا ری قلم سے ہے

۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

صباحِ حضور کو جا کر سلام پہنچا دے	خدا کے واسطے میرا پیام پہنچا دے
نہ کرو خاکِ لحد کو مری صبا برباد	اڑا کے جانبِ بالِ سلام پہنچا دے
نسیمِ تنہا کر کہہ دان مجھے لے چل	میں جیو در کاہنوں ادنیٰ غلام پہنچا دے
مجھے دینے کے سب خاص و عام جانتہیں	ہنہیں ہی میری لڑکھٹام پہنچا دے
وطنِ مین لہرِ مراد میں معینِ غربت میں	مجھ سے مین میں بھقیارم پہنچا دے
غمِ فراق سے لب پہری جان ای قاصد	خبرِ نبردِ خیرِ الانام پہنچا دے
اگر نسیمِ گزر ہو تو برابرِ خسار	شہِ مدینہ کو میرا سلام پہنچا دے
یہ آرزو ہے مری لہو سن لہو نیست ہی	صبا سے مین میں میرا کلام پہنچا دے

حضرت تک تو مگر میرا نام پہونچا ہے

سنین وہ دیا نہ سنین میری داستان قاصد

بجی حضرت خیرالامام پہونچا ہے

مجھے مدینے میں اکبر الیٰ خدام جہان

علیٰ کہنگی یہ کوثر پہ چور جنت سے

جہان ہوشیاد زمان ایک جام پہونچا ہے



مخمس بر غزل قدسی

مین فدا تمپہ دل و جان ہنٹن اکری سہنی	بجھ کو یلو الو مدینی مین شہ مطلبی
یہی کہتا ہواؤن گا جو ہوگی طلبی	مرجبا سید کی مدنی حبیبی

دل و جان باد فدایت چہ عجیبش لہبی

چاند سادیکھکے مکھڑا ہوا حیران عالم	ہے عیان قدرت حق آپکے ارشاد ام
وصف اس حسن خدا داد کا کیونکر ہو رقم	من بیدل بجا مال تو عجب حیرنم

انسانہ چہ جالست بدین بو العجبی

کیون نہ مین آپکے قد و نہیہ کردن سر کو فدا	مین بھی ہوں بندہ درگاہ مقدس بخدا
---	----------------------------------

آپا رتجی مین مین نے نک سیکو پایا	نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو عیسیٰ الی نبی	
ہاں پلا دیجیے مجھ کو توحید کا جام	ای شب ابر کرم جسم پر فخر انام
ایسے دربار مین آکر نہ پھرون مین کا م	نخل بستان مدنیہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہر فاق بشیرین طہی	
آپکی مدح کروں مین مرا کیا ہے مقدر	کہ لقب آپ کا ہے سرور عالم مشہور
آپکے تابع فرمان ہین سبھی جو رو قصو	ذات پاک تو کہ در مکعب کر و ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی	
اُس سبھی مین نے بھلا تھا جو ساو کا کئی	یاد آتی ہے خط اپنی دھجھ کو ہر دم

کیجیے حال پر بند مری کا بایشاہ کرم	نسبت خود بہ سگت کر دم و بس منتفعلم
------------------------------------	------------------------------------

زائکہ نسبت بسگ کو تو شد بی ادبی

مچھکو کو نین بین کافی ہر فقط آپکی ذات	عرض کرتا ہوں خدا کیلئے سن لہجہ بات
---------------------------------------	------------------------------------

بھر عصیان سے مجھ کو دیکھو آبِ نجات	ماہمہ تہ لبانیم و تو لی آبِ حیات
------------------------------------	----------------------------------

لطف فرما کہ زحد میگزد رشت نہ لبی

مشلا کی عرض ہر ذرات ہی میری نئی	سارے اعدا پر ہر فتح خیر آصف کی
---------------------------------	--------------------------------

فصلِ حق اور مدد آپکی ہوا سپر بھی	سیدی انت جیبی و طبیب قلبی
----------------------------------	---------------------------

آمدہ سوسے تو قدسی پیران طلبی

ایضاً

تو وہ ہی فخرِ نرسل صاحبِ لاکِ نبی	ساری عالم کی تری شان ہی پریشان دہلی
-----------------------------------	-------------------------------------

ختم ہے تجھ پہ نبوت ہو کہ عالی نسب	مرحبا سیدِ مکی مدنی العسبی
-----------------------------------	----------------------------

دل و جان با وفایت چہ عجیب نشِ لقبی

یا دروا لاسے ہی معمور مرے دل کا حرم	نامِ پاک آپ کا ہے زخمِ جگر کو مرہم
-------------------------------------	------------------------------------

آپ کی شان ہی کچھ اور ہے اللہ کی قسم	سنِ میلِ بجاں تو عجب حیدرِ مہم
-------------------------------------	--------------------------------

اندازِ چہ جہاں است بدین بوالعجبی

حق نے خود آپ پہ پہنچا ہی درو دا و رلام	آپ کی ذات ہی چشمہ دینِ اسلام
--	------------------------------

فیضِ والا سی نہیں ننگ و شجر بھی ناکام	نخلِ بستانِ مدینہ نہ تو سرِ سبزِ مدام
---------------------------------------	---------------------------------------

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرینِ بطمی

یانبی آپین موجودین خالق کو صفات	آپ سر دین میں پہلے ہیں یہاں برکات
فیض بخشی میں ہر یکتا و زمان آپ کی ذات	ماہر تہ نہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تثنیہ لہی

ہر سگ کہتے تہو میں وہ افضل اکرم	شرم ہر اس سے بھر و نمین جو مساوات کم
میں جو گستاخ ہوا اسکا ہے دزلت الم	نسبت خود بہ سگت کردم و لبس منفعلم

از انکہ نسبت بسگ کی تو شد بادی

اپنے بندگی خدا کو تھی ہر اسیت منظور	کفر و اسلام میں جو ذوق ہر فرمایا میں حضو
آپ کی ذات پر زیبا تھا یہ زیبا منشور	ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور

ز ان سبب آئندہ قرآن بزبان عربی

<p>جلوہ گرنو بر مقدس ہے ترا ہی ہر جا</p> <p>نسبت نیست بذات تو نبی آدم را</p>	<p>بر سر طور تری ذات تھی حب لوہ فرما</p> <p>ذات ہے اٹھڑے یسے تری امی مولا</p>
<p>بزر از عالم و آدم تو چہ علی نسب</p>	
<p>آنکھیں پر آب ہین اور سینوین ل ہو مضطر</p> <p>چشم حمت بکشا سوے من انداز نظر</p>	<p>خوف سے اپنی گناہوں کا مجھے شام و سحر</p> <p>اب تو ہے درد زبان شمع یہی آٹھ پھر</p>
<p>اے قریشی لقبی ہاشمی و طہلبی</p>	
<p>فکر دنیا سے فراغت نہ کبھی مج کو ملی</p> <p>سیدی انت حبیبی و طبیبی قسبی</p>	<p>دشمن جان ہین مری رنج و غم و درد سبھی</p> <p>شاد ہو جاے پڑی چشم کرم چہ تری</p>
<p>آمدہ سوے تو قدسی پے در طہلبی</p>	

ایضاً

تیرے دم سے تر و تازہ چمنِ مطلبی

باغبانِ ازل کا تو ہے محبوبِ نبی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

تجھ سے سر سبز ہے گلزارِ شفاعتِ طلبی

دل و جان بادِ فدایت چہ عجیبِ بخشِ قلبی

حور و غلمان کی بھی تعریف ہو لوگوں میں ہم

حسنِ یوسفؑ پر فدا اگر چہ ہر اک عالم

منِ میلِ بجاں تو عجب حیرانم

سامنے عارضِ روشن کو بینِ فرتو بھی کم

اقتدائے چہ جالست بدینِ بوالعجبی

قدرتِ اقدس کی آئی نظارِ صلی علی

خوابِ مینِ دنیا پر جوتری کی مولا

نسبتِ نیستِ بذاتِ تو بنی آدم را

ذرتِ سے مہر کی تعریف بجا لکبِ ہوا دا

برتر از عالم و آدم تو چسبی نسبی		
تجہ کو حق کہہ نہیں سکتا میری شاہد لو لاک	پر جدا بھی نہیں حق سے تیری فات پاک	
جاننا تیری حقیقت کا ہے دُور از ادراک	شبِ معراج عروج تو گذشت از افلاک	
بقا میکہ سیدی ز سر پہیچ نبی		
سے ظہورِ حرمِ دہر کی تو اصل تمام	باغِ عالم کا تجھی پر تو ہی موقوف قیام	
کیون پھلے پھول نہ تجھ سے یہ یائزِ سلام	نخلِ بہستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام	
زان شدہ شہر و آفاق بشیرینِ طبی		
تھی دکھانی جو تری شانِ جلالِ متظور	ذاتِ آدم سے بھی پہلی ترا پیدا کیا نور	
حق کا مقصود ہے کرنا تری خاطر مسرور	ذاتِ پاک تو کہ در ملکِ عرب کر دظہور	

زبان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

گرچہ اسلام سے ظاہرین نہیں ہیں مگر ممتاز	پر خدا کی قسم اس بات پہ سے مجھ کو نماز
دل سے بندہ ہوں تیرا تو ہے مراد تیرا	بر در فیض تو استادہ لب و لہجہ و نیاز

شامی و رومی و ہندی یعنی حسلی

قلزم ہستی ہر قطرہ سے شامی و رومی	اگر کسی کو ہون کی طرح سے معلوم نکلت
اہل عرفان بھی اسی وجہ کی تہ ہیں یہ بات	ماہر تہ لبانیم و توئی آب حیات

لطیف فرما کہ زحمت کیگزشتہ لبی

عدل فرمایا گا اللہ جو روز محشر	تعلق عصیان کو سبب ہو گی نہایت مضطر
تھام کر آپکا دامن یہ کہو نکاس رو	چشم رحمت بکشا سو میں انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی مطلبی

آصف و شاد پہ دائم ہر نظر شفقت کی
ذات والا کے سوا کوئی نہیں ہر حامی

اے شہرہ ہر دوسرا عرض ہو مقبول ہری
سیدی انت حبیبی طیب قلبی

آمدہ سو تو قدسی پے دران طلبی

ایضاً

رتبہ خاص کو پہونچانہ ترے کوئی نبی
شان والا ستری سب کی ہر شان دہی

ہر عیان ساری جہان میں تری عالی نہی
محب سید کی مدنی العربی

دل و جان با وفایت چہ خوش لبی

در میان ملک و حور و پری و آدم
اگر چہ پیدا ہوئے لاکھوں ہی تین تا نیم

پرہیز و احتیسان پیدا کوئی اتنی کی قسم	من بیدل بجا لی تو عجب حیرانم
التواضع جہاں است بدین بوالعجبی	
کہہ نہیں سکتا ہوں ہر چند کہ میں تجھ کو خدا	اگر اس میں بھی تو کچھ شک نہیں میری بولا
چشم حق بین سے تجھے دیکھے اگر کوئی ذرا	نسبتے نیست بذات تو بہی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی	
مے عرفان کا پلا دی مجھے مولا اکرام	اپنا دیوانہ بنا لے مجھے ای خیر انام
کیا عجب صورت خانہ مرا بھی ہو مقام	نخلستانِ مدنیہ ز تو سر سبز مدام
زان شہ شہرہ آفاق بشیرینِ رطبی	
حب دنیا سی ہوئی جاتی ہے حالتِ آبر	عمر افکار میں ہوتی ہے شہا میری بسر

گم رہی سے توبہ پالے مجھ کو غمیر پھر	چشمِ رحمت بکشا سوس من اندازِ نظر
-------------------------------------	----------------------------------

اے قریشی لقبی ہاشمی مہربانی

اے مرثیہ قلمِ رسل پیار بیانی احمد پاک	ہے تنہا کہ مدینہ میں رہی میری خیاک
تیرے آگے ہر سب آسان مر شاہِ کولاک	سب معراجِ عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

شک نہیں آسین ذرا اندر احد ہر ترانہ	نام ہے احمد بے لیم جہان میں شہور
ہر طرح سے ہر خدا کو تری خاطر منظر	ذاتِ پاک تو کہ در ملکِ عرب کرو ظہور

ان سبب آمد قرآن بزبانِ عربی

لغت گوئی تری ای شاہِ ہر خدمت میری	ہو یہ قبول تو دارین میں ہوسہ سہری
-----------------------------------	-----------------------------------

سیدی انت جلیبی طیب قلبی

دین و دنیا میں رہی شاد بے غمش و خوشی

آمدہ سوے تو قدسی پے دریاں طلبی

مخمس بر غزل امیر خسرو

ای سرور پیغمبران کسکو ہی تجھے ہمہری

ہر ختم تجھ پر اپنی سب سرور کی شری

ای چہرہ زیناے تو رشک بتان آذری

عاشق تری جتنے ہیں دل بس دین تری شری

ہر چند وصفت یک نم لیکن اذان بالا تری

اے میری محبوبہ خدائے کج کو ہر سب بتری

رحمت تیری ہو وہی ہر ساری اُسک پوری

تو از پری چاک تری دُر بر گل نازک تری

تجھے عیاں شانِ خدا تجھ میں ہی خوبی بھری

دو ہر جیہ گویم بہتری حق عجائب دلہری

تجہا حسین کہنیں میں کوئی کہیں ہی پائی تو	ترے رُخ پر نور پر اپنی نظر ٹھہراے تو
یوسف مقابل میں تری اچھا کسیدن آئی تو	عالم ہمہ لپٹاے تو خلق خدا شیدا آئی تو

این نگرش رعنائی تو آورده رسم کافری

لاکھوں بہنیں ل تجھ پہ فدا ایسا کہا کوئی صنم	سرخن میں کیا کہوں مارا نہیں جلا ہر دم
اچھا تجھ کو بیہیم کا کہی بہن اندکی قسم	آفاقہا گردیدہ ام مہر تباں و زیدہ ام

بسیا زویان دیدہ ام لیکن تو چھتری دگری

تجھ سانہ پائینکے کہیں ڈھونڈیں اگر ہم پیر	حیران بہن ششدر بہن حبیب ملک ان پو شہر
تیری رُخ پر نور میں نور خدا ہے جلوہ گر	ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسی نام یا قمر یا زہرہ ویا شہری

پیدا ہوا ہے اور ہر عالم میں ایسا تازہ بین	تصویر اسکی کچھ سکے یہ کچھ بھی ممکن نہیں
کر لے خود اسکا امتحان کی تیرے گرجہ کو یقین	صورت کے نقاش چین یہ صورت یا نہیں

یا صورت کے کش یختین باور کن صورت گری

یہ خاص وحدت کی صفت تائید و تھک ہوئی	ارشاد میر شمس کا ہے یہ بات ہر دل پر گدی
پردہ دہ کی کا اٹھ گیا جب مشکلی و سواری	مقنن شدم تو سن شدمی سن تن شدم تو جان شدمی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگر تم تو دیگری

دونوں جہان میں کوئی بھی حامی نہیں تیرا	ای مالک ہر دو جہان ای خواجہ ہر سرا
یون عرض کرتا شلاہی در بابین تیرے کھڑا	خسرو غریب دگر آفتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان گوی

قصیدہ

باده عشق کا ہر دل میں سرور	مے وحدت سے آج ہوں مجبور
ہر یہ مشتِ غبار تہ طور	خاکسای میں راج سے حاصل
خوش نصیبی یہ اپنی ہوں مغرور	بے نیازی یہ جانِ تیا ہوں
گر چہ مخلوق کو ہوں دلسر دور	اپنی شہرگ کی آپ ہوں نزدیک
گر چہ عالم میں نام سے مشہور	دیکھتا ہی نہیں مجھے کوئی
جو ہر خیرِ خف و ظہور	درگیا ہوں بحرِ وحدت کا
کہ ہوں آزاد کچھ نہیں مجبور	میں وہ شہبازِ باغِ وحدت ہوں

میں وہ طوطی باغ وحدت میں	چھپے میرے بخشہ میں سرور
گر نہیں جانتا مجھے کوئی	ہے فرست کا ایسی قصور
قید مذہب کے میں نہیں پابند	کعبہ و دیر میں مرا ہے ظہور
میں وہ لذت میں جبر دل مشتاق	تا کہ میں جیسے نشہ کمر انگور
مجھ کو دیکھیں تو جانیں اہل ہجر	روز روشن ہوں یا شبِ یحور
میں بھی اپنی ہنس میں ہن کیستا	جیسے حق کہنے میں دل منصو
حالتِ دل دکھاؤں کچھ اپنی	یہی دل سے مجھ کو بھی ہن منظور
اے کہ جب ہو اہل جلوہ فگن	حسانہ دل مرا ہو معمور
اپنے مقصد کو پا گیا میں آج	ہو چکی سہی سب مری مشکور

صاحب عقل اور اہل شعور	کرین تمیز مجھ کو اہل لطف
ہنہیں ہیں کچھ نغمہاے طیبہ	نالہ دل مرے ترانے ہیں
بھول جائیں وہ کتاب زبور	سُنین نغمے جو حضرت داؤد
عشق ہی میری داستان مشہور	حسن کا اپنے کپڑے شوق ہوں
کفر اور شرک ہو گئے کا فور	شمع وحدت جو دلیں ہر روشن
اپنی خلوت سے میں نہیں ہوں دور	ہوں مسافر وطن کی ہی اندر
ہوں امانت کا اپنی مین مزدور	کہیں خسرو ہوں اور کہیں سحر فیر
ایک سا ہے مرا خفا و ظہور	ہاں تماشا مرا کوئی دیکھے
کہیں ناشاد اور کہیں مسرور	کہیں نشادی ہوں اور کہیں ماتم

کاروان میں کہیں صد اجڑیں	ہوں وطن میں مگر ہے منزل دور
کہیں میخانہ کا ہوں پیر سخاں	کہیں ہوں رند بادکش مشہور
بزم میں شکل جام جمشیدی	کہیں ہوں کاسہ سہر فقہور
کہیں کاشی مقام ہے میرا	کہیں کعبہ ہوں قبلہ چہرہ
ہنہیں واقف کوئی حقیقت سے	کہ ہوں طلبات یا ہوں لعل نور
کوئی سمجھا کہ میں سپاہی ہوں	یا کہ شاعر ہوں رشک فیضی طور
ہے جدا سب سے اس چن کی بہا	جلوہ عنایہ نیشا پور
لکھوں دفتر اگر حقیقت کا	ہنہیں ممکن کہ ہو سکے مطور
نہ یہ لیلیٰ ہی کا نام ہے	قیس کی ہے نہ داستان مشہور

ہے نہ طواری حال فسق و فجور

نہ تو شیریں کا ہر یہ قصہ عشق

پر ہوں اک بندہ خدا کے غفور

ہوں حقیقت میں کیا نہیں معلوم

ہوں میں امیدوارِ عفو قصور

جوشِ مستی میں کہہ دیا جو کچھ

مطلع

تا کہ ہو جاؤں نشے میں پھر چور

ساقیاں پلا شرابِ طہور

ہے لقبِ جن کا سرورِ جہور

نعت کرنی ہو چکو انکی رسم

ہو اسی کے لیے جہان کا ظہور

جس کو کہتے ہیں احمدِ بے بیم

کیون نہ امتِ ایسی ہو مغفور

ذاتِ ہر اسکی مظہرِ غفار

جن کی خالق نے سعی کی مشکور

اے ہے رہنمای ہر دو جہان

بات ہر اک ہے معجزہ انکی
 انکا کہنا ہے وحی مایہ ہے
 انکا پر تو ہے سب جلال و جمال
 میم کے پردی میں وہی تھا عیان
 رحم اسکا ہی پردہ پوشش جہان
 شرع کا پردہ ہے مگر مانع
 کردن افشای راز اگر الحق
 میں بھی ادنیٰ اعلا ہوں انکا
 ساری عالم میں فیض جاری ہے

ہے علوم لدنیہ پہ عبور
 نہ بناوٹ نہ اس میں کچھ ہر قصور
 حرمین انکے نور سے معمور
 سمجھے موسیٰ تھے جسکو لعلہ طور
 قہر سے اُسکے کفر ہے مقہور
 جسکے اطہار سے ہی دل مغدور
 اس زمانے کا میں نہیں منصوب
 دل سے ہوں معترف بعجز و قصور
 نعمتیں کیونکہ اُسکی ہوں محصور

تو ہے آقا تو میں ترا بندہ	میرے سہولی شفیق روزِ شہور
تو وہ مقبول ہے کہ بجز خدا	نام تیرا ہے عرش پر مہطور
تیرے درگاہِ اہونین شاہ	حادثاتِ جہان سی ہوں مجبور
دشمنوں کا ہر طرف نرغہ	کیجیے اُنکو آپ ہی مقہور
رہوں میں مستانِ شہرِ توحید	فے مجھے جڑِ شرابِ طہور
مرضِ ہجر سے ہوں میں بیمار	اس لیے مجھ کو کہتے ہیں مجبور
میرا شیوا رضا ہی اور تسلیم	دور ہی مجھے سب یابِ زور
دل ہی رنگِ دلی مٹے میرے	رہی حاصل ہمیشہ قربِ حضور
ہے یہ امید تجھ سے روزِ جزا	تیری زمرے میں میں بھی غنیمتِ خوا

میرا مسکن ترا مدینہ ہو	تیرے قدموں میں بہن کبھی دور
چہین میری اور تراور ہو	مجھے دل سے بات ہے منظور
تیرا دیوانہ مجھ کو لوگ کہیں	تیرا جنون مجھے کریں مشہور
آرزو ہے کہ میری کشتی عمر	ق بحر ہستی سے کر چکر جو عبور
جا لگے ساحل مدینہ پر	شاد ہو جائے تادل مہجور
نزع کی وقت تجھ کو دیکھوں میں	نام تیرا لبون پہ ہو مذکور
میرے آقا جو ہیں نظام دکن	ق رہیں دایم مظفر منصوص
آل و اولاد کی ہو سردراز	حبب دلخواہ ہو نظام امور
میری اولاد بھی ہے شادان	عمر افزون ہو اور دل مسرور

مشاد کی اور کچھ بہنیں خواہش
یاد فرمائیں جب مجھ کو حضور

ایضاً

کانپ کرمان کا کلیجہ اڑ گیا

شیشہ خالی سے کسی گویا اڑ گیا

قبر کا ایک اور جگہ اڑ گیا

طیہان ہو کر بھی جگہ اڑ گیا

جا بجا اطمین چرچا اڑ گیا

خالی اصغر سے جو جھولار گیا

یون رہا تنہا روح کو جانیکے بعد

مریوا کے کو کہاں آرام ہے

روزِ محشر تک وہ دینا ہے حساب

صبرِ استقلال سودی شہ فی جان

نفس پر کہہ کہہ کر روتی تھی بیان	لال میرا ہے پیسا رہ گیا
لاش پر صغریٰ ماتن زین کہا	کیا گیا دنیا سے اور کیا رہ گیا
صنبط آہ و گریہ کب ہم سے ہوا	آندھی چلتی مینہ برستا رہ گیا
فرق کیا ہے عباد و معبودین	اک دُنی کا صرغ پڑا رہ گیا
تہا نہ منطوق و لفظ کس دُنی	اسیے حضرت کا سایا رہ گیا
اشقیاء سے موت کہتی تھی کہو	ساتھ کیا لیکر چلے کیا رہ گیا
جانے والے حلیہ پیر توے عدم	جا بجا نقش کف پار رہ گیا
ہونیوالی تھی شہادت ہو چکی	شمع غم کا ایک رشتا رہ گیا
کام صغریٰ کا کیا اک تیر نے	گو دین شکی سکتا رہ گیا

خون ناحق کی شہادت کیلئے	خنجر قاتل پہ دھبہ لگایا
-------------------------	-------------------------

رہنے والا ہی رہا دنیا میں شاد جانے والا ن کافسانا لگایا
--

ایضاً ۱۴۱۸ - ذی الحجہ ۱۳۱۸ ہجری

تو کہے شبیر کا سب دا کا	مجرئی یہ مشغلہ ہے شاد کا
آگیا ماہِ محرمِ مجرئی	وقتِ آہ و غم فریاد کا
ہو گیا برباد جب باغِ رسول	رنگ بدلا گلشنِ ایجاد کا
تاہ کے ضبطِ نغانِ ہوش	دم گھٹا جاتا ہوا بے نر یاد کا
خونِ رویا وقتِ فوجِ شاہِ دین	دم ہی نکلا خنجرِ فولاد کا

تین دن پیاسی رہے حضرت حسین	کچھ ٹھکانا ہے جہلا بیدار کا
کر بلا میں جہنم سے حضرت شہید	حشر رہا ہو گیا فریاد کا
جوشقی تھی رو سیلین میں ہم	شور تھا ہر سو مبارکباد کا
کچھ ترس آیا نہ بے ایمان کو	کیا کلیجہ سخت تھا جلا د کا
کر بلا کا کچھ نہ خاک کا کچھ بسکا	خامہ تھک کر رہ گیا بہر اد کا
کر دیا آلِ عب کا گھر تباہ	ہو برا اُس خانمان برباد کا
یون کہا حضرت نے جسم ہر قتل	ق حلق پر خنجر چلا جلا د کا
ہان مرے قاتل نہ کہ پیاسی ہاتھ	رہ نہ جائے تو صلب بیدار کا
خنجر قاتل گلے سے جب ملا	دل سے شور اٹھا مبارکباد کا

دستگیری کیجیے مولای من	بکیسی دین وقت ہوا ماد کا
------------------------	--------------------------

شاد کے دل سے کوئی پوچھے اسے

کس طرح ہوتا ہے غم اولاد کا

— — — — —

ایضاً

سوز خوان ہم جو ہوئی چاک گریبان ہو کر	لوگ مجلس میں گری بہ خود و گریان ہو کر
--------------------------------------	---------------------------------------

غم شبیرین رونے کا اثر تو دیکھو	اشک آنکھوں سے گریے کو ہر غلطان ہو کر
--------------------------------	--------------------------------------

غم صغیرین بانو کی تھی حالت مضطر	بال کھولے ہوئی پھرتی تھی پریشان ہو کر
---------------------------------	---------------------------------------

حال کیا خاک کہوں الہی کی دینداری کا	قتل حضرت کو کیا جسے مسلمان ہو کر
-------------------------------------	----------------------------------

خشب تشنه دهن بخم بدن پر لاکھون	سختیان جھیلی ہیں کس طرح سی مہمان ہو کر
پھر لونگامری امان جو رہا میں زندہ	وہم ز صفت کہا اکبر نے یہ گریان ہو کر
زخم کھانے جو شین ابن علی نے سجا	کھل گئے داغ بدن رشک گلستان ہو کر
لخت دلا جو کیا ہاتھوں پہ اعدائے شہید	گل ہوا داغ جگر شمع شبستان ہو کر
اسد اللہ کے شیروں سے الہی توبہ	کیا مقابل ہو کوئی شیرِ نیستان ہو کر
خون رونے لگا بین آنکھیں شہدا کو غمِ بین	دُراشت نے لگی لعل بدخشان ہو کر
راکبِ نبشِ نبی اور ز دا پوشِ بول	بجھ گیا آج چراغِ تہ دامان ہو کر

فخرِ سہ پشت سر ہے خدمتِ آصف کا اُکر

بشا اعدا میں رہا دیکھ لو شادان ہو کر

ایضاً تاریخ ۵۔ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

تصورِ شبِ عالیجناب ہوتا ہے	خیالِ روئے رسالتاب ہوتا ہے
غمِ حسین کی سینی میں آگ ہو روشن	دلِ حزین مرا ہر دم کباب ہوتا ہے
مرے حضورِ اے مجرئی یہ کہہ دینا	تمہاری ہجرتِ دل پر عذاب رہتا ہے
خیالِ عارضِ تابان میں محو ہیں شب و روز	ہمارے پیشِ نظر آفتاب رہتا ہے
قیام اسکا اگر ہے تو ہی رنگِ بہار	کہ زورِ شور پہ کوئی دن شباب رہتا ہے
کیسے عارضِ گلگون کا جگہا یہ رنگ	ہمیشہ شیشہِ دل میں گلاب رہتا ہے
ادھر گزرتا تھا ادھر سے نکلی تیغ	عدو کے وار کا ہر دم جواب ہوتا ہے
ہماری آنکھوں میں ساقی کی آنکھ پھرتی ہو	دوامِ نقشہِ جامِ شراب رہتا ہے

نہیں ہی خوف بہین آفتابِ محشری	کہ ساتھ ظلِ شہ بہ تراب رہتا ہے
نہیں ہی یاد سے غالی کوئی گھر مٹی کوئی دم	مضوینِ مزلول باریاب رہتا ہے

امیدوار ہے فضلِ درم کا اسکو شلا
غم گناہ نہ خوفِ حساب رہتا ہے

ایضاً

۳۔ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ ہجری

اے سلامی حالِ اپنا زار ہے	غمِ بینِ شہ کے چشم دریا بار ہے
آ کے زینب سے سکینہ نے کہا	بھائی تیرا طالبِ دیدار ہے
پاؤن مین زنجیر ہے گردن میں طوق	ہا کے قیدی عابدِ بیمار ہے

کہتے تھے وقف شہادت پہ حسین	کون میرا اب یہاں غمخوار ہے
مومنوں نے کر دیا مومن کو قتل	یا الہی یہ کیا سدا ہے
ساتی کوثر کے جو سر زندہ ہیں	پانی ملنا اب انہیں دشوار ہے
ایک مومن بین امام دوسرا	اور کتنا مجمع کفار ہے
شمر سے کہنے لگے شبیر	بیعت فاسق سے ہاں انکار ہے
کیون تو بالا نہو ارض و سما	شہ کی باہر میان سے تلوار ہے
کہتے ہیں جسکو غم فرزند حیف	سب سے بڑھ کر یہ برا آزار ہے
کہتے تھے قاسم شفی سے وقت جنگ	مرگ سے مردود تو بیزار ہے
بین رضا کے حق پہ راضی دلیسی ہم	کسکو مرنے سے یہاں انکار ہے

پڑ گئی فوج شقی میں کھلبلی	ق	اور پریشان حال ہر سردار ہے
رعبِ شہ سے ہو گئی سب بدحواس		دیکھا جب آمادہ پیکار ہے

شاد جو جی چاہے مانگو شاہ سے

مل ہی جائے گا بڑی سرکار ہے

مخمس بر بسلام میرونس لکھنوی

۱۰- ماہ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

لے سلامی غم کی کشتی کا تو ننگر کھول دی	کھول دے بھر خدا بھر پیہر کھول دے
ضبط کیوں کرتا ہی تو دونوں سمندر کھول دی	عقدہ سداک گہراے دیدہ تر کھول دے

ابر نیسان پر بر سکے اپنی جو ہر کھول سکے		
رحم کیجے میرے حال ناز پر یا مرتضیٰ		عرض اس کیس کی سن لیج ذرا بھر خدا
آپکے صدق تصدیق آپ پر قربان خدا		قید میں ملے یہی حیدر کو دیتی تھی ندا
میرے پر اسے قاضی باز کو تو رکھو لکے		
بارگاہ ایزدی میں کی جو حضرت نے دعا		کہہ لگیا صد شکر فوراً تھا جواب دعا
فضل شاہ انبیا پر حق تعالیٰ کا ہوا		فتح جب پائی محمد نے علی سے یہ کہا
بان مرے بازو چھپٹ کر باب خیمہ بکھول سکے		
کون ہے ایسا کہ جو واقف نہیں ہو آپ سے		کام جو ہر پکا کیونکر کسی سے ہو سکے
کب یہ ممکن ہو کہ پھر ٹوٹے ہو کو جو لڑ سکے		دست قدرت کسی کا یہ کہ پھر باندھو اسے

جس گرہ کو ناخن تدبیر حیدر کھول دے

کس بشر کا ہے کلیجہ کہ پھر باندھو اسے

کس تہمتن کا ہر زہر یہ کہ پھر باندھو اسے

کس دلاور کا ہے دعویٰ یہ کہ پھر باندھو اسے

دستِ قدرت کے کئی یہ کہ پھر باندھو اسے

جس گرہ کو ناخن تدبیر حیدر کھول دے

فوج میں جب اشتیاق نے کی علمِ شمشیرِ ظلم

ہو گئی تھی سرزمینِ کربلا جاگیرِ ظلم

یہ نئی سوچ تھی اُس سفاکِ تدبیرِ ظلم

شمر کہتا تھا چلو اُس دم گلے پر نیزِ ظلم

اپنا منہ جب چپکیاں لیں تو اُصغر کھول دی

لختِ دل حیدر کا تھا اہوِ صطفیٰ کا اور عین

کیون ہنو ہر گھر میں برپا اسکی خاطرِ شہین

زیر تیغِ اقدس اکبر کو یوں آئینہ کا چہین

فوج کا شتاق ایسا کون ہوگا جبرِ حسینؑ

ہنس کے جو بند گریبان زیرِ خنجر کھول دے

دیکھ تو اسکو ذائقہ یوں ہی پڑی ہیں یہ ہاتھ
مین کروں اظہار کیا تینوں ہی پڑی ہیں یہ ہاتھ

خستہ و احسرت تینوں ہی پڑی ہیں یہ ہاتھ
شہ نے قصہ سہو کھاتوں ہی پڑی ہیں یہ ہاتھ

تو خطِ صغیر اکا سر نامہ برادر کھول دے

بیکس و بلی ہوں ظالم چھوڑ دو مضطر ہوں
راحت جان پدر ہوں دلیر مادر ہوں نہیں

نورِ عینِ مصطفیٰ ہوں سبطِ پیغمبر ہوں نہیں
شعر سے کہتی تھی زینبِ خیر حمید ہوں نہیں

میری بازو سے سن بھر پیہر کھول دے

وصفِ پوچھی مجھ سے گریستہ رسول اللہ کے
سننے والا ہوا اگر تو فضل سے اللہ کے

مین کروں اوصافِ انشاؤں خدا آگاہ کے
نکتہ دان طالبِ ہوشیاری کی نگر شاہ کے

اپنے بستے سوا بھی دفتر کو دفتر کھولے

مخمس بر سلام نہیں

۱۹- ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

نشد الحمد کہ لختِ دل حیدر چھوٹے	جو شجاعت کے دھنی تھو وہ دلا د چھوٹے
بیشہ بہت جرات کو غضب چھوٹے	مجرئی قید سے جب عابد بے پر چھوٹے

شام میں شور ہوا آلِ پیہر چھوٹے

ایسے دیکھو نہین جیسے تھو جو انور حسینؑ	سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہو کر حسینؑ
پوچھتے خون تھو چہری کہ بھی کر حسینؑ	رن میں فراتے تھو بھر کر نفسِ سرور حسینؑ

مجھ سے کیا کیا مر س و شت میں یا چھوٹے

گئے مرنے کیلئے وہ بھی نخل کو ہے ہر
بھولے بھالے تھے جو بچے مری کی ہر ہر

موت کی بجائے گئی سرسبز نخل کے ہر ہر
بانو فرما تمہیں بچے تھوڑے سی اجل کی ہر ہر

نہ تو اکبر ہی بچے اور نہ اصغر چھوٹے

ہوں گنہگار الہی مین غلام اور جہول
بچکے آجاؤں کہ ہو جاؤں اسی عالم مقبول

اے گنہ بخش دو عالم مری تو یہ ہو قبول
حر یہ کہتا تھا کرونگا مدد سبط رسول

اسمیں فرزند خدا ہو کہ برادر چھوٹے

بندہ حق ہوں کسی اور کا بند نہیں کچھ
مال کیا مال ہو اس مال کا شیدا نہیں کچھ

طالبین ہوں میں دنیا کی تمنا نہیں کچھ
ایک عالم سی جو چھوٹ جاؤں تو پر دہندہ کچھ

پر نہ ہاتھوں سے مرے دامن سرور چھوٹے

جب نان کھائی جگر پر تو دلاور نے کہا
اُس شجاعت کے دہنی شاہ کو دلبر نے کہا

نانی حیدر وہ شکل پہ پہر نے کہا
خاک پر گر کے دم نزع یہ اکبر نے کہا

اب یقین ہو کہ تاشتر یہ بستر چھوٹے

نہیں غم اسکا جھوسے کہ چٹا مان متاع
کیونکہ اجاتی اکبر کی طرف سے ارجاع

جان نیسے سے بھی ڈرتی ہیں کہیں بچا
شہ نے ریشب کو کہا ملے گلے وقتِ سع

اے بہن تم سے ہم اب تا دم محشر چھوٹے

اقربا چھنگئے ہم کیلئے مضطر نہ پھرین
کس طرح بے بس بے یاور و بی زہ پھرین

بکیسی مین کہو کس طور کھلے سر نہ پھرین
بی بیان کہتی تھیں کیوں اونٹوں پر در نہ پھرین

سر پر وارثانہ رہی قید ہوئے گھر چھوٹے

روزِ اول سے ہو کر اپنے مقدر میں نہیں

نام اپنا بھی لکھا جائیگا دفتر میں نہیں

درد ہو شاد کو بھی اس دل مضطرب میں نہیں

آرزو یہ ہو کہ ہنگامہ محشر میں نہیں

ہاتھ سے میرے نہ دامنِ پیہم چھوٹے

بِاِخْتِیَارِ



تقریظ و قطعات تاریخ دیوان ہدیہ شاد

از مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی لکھنؤی

وزارت پناہ یمن السلطنتہ وام اقبالہ کا دیوان لغتہ جو چھپ کر پھیلایا
ہوتا ہے سچے اور قدرتی جذبات کا مظہر ہونے کے علاوہ شعر و سخن کے میدان
میں ایک گران بہا اضافہ کرتا ہے۔

جن لوگوں کو شعر و سخن سے دلچسپی ہے ان کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہو گی کہ اردو
زبان کی شاعری صرف یہی نہیں کہ زبان کے خدمات ادا کرنے میں ایک کارآمد
آلہ بنگلہ ہے۔ بلکہ رفتہ رفتہ ان تمام خوبیوں کا مجموعہ بنتی جاتی ہے جو عربی و
فارسی زبان کی شاعری کو حاصل ہیں۔ کبھی تو وہ والہانہ محبت کی دلوں کو گرماتی
نظر آتی ہے اور کبھی قوم و ملک کے خیالات میں حصول عظمت و وقعت
کے لیے آگے بڑھنے کا جوش پیدا کرتی ہے۔ کبھی وہ ایک ناصح منشیق کا کام

دیتی ہے اور اوصافِ حسنہ کا سبق نہایت پر اثر طریقہ سے ہمارے ذہن نشین
 کرتی ہے اور کبھی وہ رہروانِ طریقت اور صوفیانِ صفامشرکے قلوب میں
 سلوک کی روشنی چمکاتی ہے۔ اور خداے ذوالجلال اور اُسکے فرستادہ پیغمبروں
 کی یاد دلون میں تازہ کرتی ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان کی شاعری جو ان
 تمام شعبوں پر حاوی ہوتی جاتی ہے۔ ایک اعلیٰ اور مصفا نہایت مفید شاعری ہے۔
 اردو زبان نے جس طرح تدیجی ترقی کی ہے اُسی طرح اس شاعری نے بھی رفتہ
 رفتہ قوت پکڑی ہے اگرچہ اصنافِ غزل و مثنوی و قصائد وغیرہ کے لحاظ سے
 دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدا ہی سے شاعری ان اصناف میں کی گئی ہے
 اور درجہ بدرجہ اس میں ترقی اور یونانیو ماخوئی و سلاست اور فصاحت و بلاغت
 پیدا ہوتی گئی لیکن یہ دیوان جس قسم کی شاعری (جو پاک شاعری کہی جاسکتی
 ہے) پیش کرتا ہے اُسکی عمر ابھی تھوڑی ہے۔

نعتِ شریف میں اگرچہ ہتفرق طور پر صوفیانِ طریقت کے اشعار و ہون زبان میں

لیکن اردو میں جس نے اعلیٰ پایہ پر لغت گوئی کی بنا ڈالی وہ مولانا غلام امام شہید تھے۔ اُنکی پروردشاعری نے جواثر ڈالا اور خادمانِ نبوی کو گرویدہ بنایا تو اور بھی بکثرت اصحاب ادھر متوجہ ہوئے اور چونکہ یہ ایک حصولِ خیر و برکات کا عمدہ ذریعہ ہے اسوجہ سے لغت گوئی کی مقبولیت مسلمانانِ ہند میں روز بروز بڑھتی گئی اور اس سے میلاد کی محفلوں میں تازہ جان پڑ گئی۔

مولانا شہید کے بعد مولوی محمد محسن صاحب کا کوروی اور حضرت امیر بیٹائی رحمۃ اللہ علیہا نے لغت گوئی کو درجہ کمال پر پہنچا دیا۔ محسن کا کوروی کی بلند پروازی اور عالی خیالی شعر کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ اور امیر مرحوم کا کلام ایک درد مند دل کا ترجمہ ہے جو محافلِ سماع کو گرم کرنے والا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔

اب ان نامور حضرات کے بعد عالجنا ب شاد بال قلابہ کا دیوان لغت ہدیہ بارگاہِ نبوت ہوتا ہے اور یہ یقین ہے کہ وہ بھی بارگاہِ نبوی میں تفسیرِ قبولیت

حاصل کر کے مشتاقانِ رسول کی دلچسپی کا باعث ہو گا۔ جیسا کہ دیوان کے مطالعہ سے ظاہر ہے جناب شاد کا دل انوارِ حدیث سے منور اور درِ محبت سے بہرہ زیب کلام خود کہتا ہے کہ ایسے سوز و گداز کے اشعار بغیر دلکی لگی کے نہیں نکل سکتے۔

کافرتہ کہو شادا کو ہے عارف و صوفی
شیدا ہے محمد ہے وہ شیدا می مدینہ

امیر مینائی کا دیوانِ لغتہ (محامد خاتم النبیین) اجواب تیسری بار طبع ہو کر شائع ہوا ہے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے کہ انہوں نے نئی نئی زمینوں میں نئے نئے خیالاتِ درو انگیر نئے نئے انداز سے فصاحت و بلاغت کے ساتھ ادافرائے زمین۔ وزارتِ پناہ کے دیوان میں بھی وہی خصوصیت پائی جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ اس گویائی کا رنگِ امیر کے رنگ سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب مصنف نے امیر مینائی کا کلام بہت دلچسپی اور والہیت کے ساتھ دیکھا اور سنا ہے۔

اے شاد خوب نعت میں تم نے کھلا گنگل

پھولی پھلی پشاح تمہارے قلم سے ہر

الغرض ایسے کلام نعت کی تعریف کیا ہو سکتی ہے جو اپنے معنی کے لحاظ سے

منہایت بلند رتبہ رکھتا ہو اور الفاظ و طرز بیان کے لحاظ سے بھی فصاحت و

بلاغت کا دفتر ہو۔ عالیجناب شاد بالقابہ بارگاہ نبوت کے شیدائی اور محبوب

خدا کے فدائی اُس روشن و تابان جماعت میں داخل ہو کر حسین امیر و محسن و

شہید و شہید ہی وغیرہ ممتاز اصحاب ہیں جو شرف اخلاص سے نعت شریف

میں رطب اللسان لے رہے ہیں۔ اسکے صلے میں بارگاہ رسالت سے جو کچھ عطا ہو

آپ اسکے مستحق ہیں۔

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجکو

یعرت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

افرنیائی

تاریخ

مرحبا صد مرصحا اے آفرین آفرین	کیا کلام دلربا ہی کیا سخن ہی دلکشین
نعت گوئی میں خباب شاد کا نہین	ایک اک مصرع یہ کہتا ہی زبان حال ہو
لفظ ہیں یوں بر محل جیسے لگو ٹھی میں نگین	بدنشین یوں ٹپست چسپو کی چوٹی گنبدی
نعت پاک جوہر جان رحمۃ للعالمین	مصرع تار سچ بھی اختر نے جڑتہ کہا
۲۵	۱۳

ولہ

جمین اک اک باب ہو جہ کلایا	مرحبا کی انظم کی شکل کتاب
کوئی سے مہتاب کوئی آفتاب	نعتیہ اشعار میں سب نور کے
خوب ہی لوٹا مصنف نے تواب	روح کھل کر سرور کو نین کی
چھپ گیا جب یہ کلام انتخاب	عید اے اختر ہوئی عشق بینا
دفتر نعت بنی ہی لاجواب	ہاتھ آیا ایک مصرع سال کا
۱۳۲۵	

ولہ

نشاہد ہر دل سنا خوانِ سول	ہدیہ نشاد نہ کیوں ہو مقبول
طبع کا سال یہ اختر نے لکھا	دیکھیے خوب کھل کر لغت کے پہول ۱۳۲۵ھ
ولہ	
اس لغت امین والمعجب نگار کے	ہر صفحہ دیوان چین جنت ہے
تاریخ کی مجکو جو ہوئی فکر اختر	ہاتھ نے کہا خزانہ رحمت ہے ۱۳۲۶ھ
ولہ	
ہے نعتیہ کلام کا اختر مزہ جنھیں	کہتے ہیں وہ کہ دولت سرمد کلام ہے
جیسا کلام ویسی ہی تاریخ بھی ہوئی	سرماۂ شفاعت احمد کلام ہے ۱۳۲۶ھ

از مولوی محمد عبدالجبار خان صاحب آصفی نظامی سرشتہ دار
دفتر معتمدی صرف خاص

اختر ارج وزارت میر برج شرف

گوہر کجراتت نص دولت را نگین

قوت بازو و دارائی عین السلطنت
 سرمارا کشتن پر شاد و ستور و کن
 حجت از بهر سلف بر مان بود بهر خلف
 تازه طرح گشتن لغت رسول و تحریک
 از گل هر لفظ بوشد بوسه خلاص نبی
 آن نبی اندک از مهرش بود روز جزا
 بارک اند از مضاحت ثانی حسان بود
 نیست دیوان چشمه آب بقا باشد کزو
 بے گمان بخشند در روز جزا او جان
 از کلامش چاشنی در میریزد و اثر
 غلبت او بام امکان گشت آب پرش
 از بلاغت پایه والای سبحان و شسته

آنکه باشد پیچ اقبال بخشش آهین
 کز شکوه از علو باشد بهر بهر حقین
 اعتبار اولین و انتصار آخرین
 میل شاخ نهال او بود روح الامین
 از بهار لغت و دیوانش بود خلد برین
 جاس جلد دوستان خاص فردین
 پاکیزهش دیگر است از لغت ختم المرسلین
 زنده ماند خضر جان تا دور که چرخ برین
 خلعت اقبال در درگاه رب العالمین
 میکند بیتاب هر لفظش دل جان برین
 کرد روشن آنچنان در بنم دل شمع حقین
 بر بلبل الفاظ او گوید بلاغت آفرین

معنی او فربه دارد از فروزان اختری
 فکر او ریاض و ریاض که دارد موج آن
 دارد از فیض بهار طبع رنگینش مدام
 طبع او در بزم اهل ذوق باشد ساقی
 شمع دیوانش از خوبی بود لیس ادا
 از لطافت گلشن دیوان رنگینش بود
 او بود خورشید پر تو او بود نیسان نوال
 و آنساب طبع و آرایش و مدفروش کوه
 از طرب انگیزی معنی بزم ذوق شوق
 آستین مجر دست صدق دارد مگر
 جان نکست مویه انوار می خیزد از او
 در صمم زار خیال دوست بهر زین

لفظ او دارد فروغی روش در شبنم
 جان قطره گوهر شهبوار اندر آستین
 از مضامین صفحه ادراک طرح گلزمین
 کز معانی باد در الفاظ دارد ساکنین
 شعر او مجنون نهادن راست لاف عین
 جفته من تجتتها یختری لنا الماء الملعین
 طبع او را مایه دریا و کان در آستین
 چون سپهر اولین از بستی سطح زمین
 کلک او دارد و نوا می تاز چنگ آستین
 میکند هر دم شارب کلک او در شبنم
 پر تو خورشید دارد در مداد و عین
 از مدوش قشقه رعنا بتان را بر جبین

نثر او ماند بچید شک افشان پری	شعر او ماند بدل آویر زلف عینین
نوبهار نطقش از بزم گنج بود جهان نثر	می فشاند لاله و گل می او ندایمین
هست بر کام دل شیرین مذاق سخن	شاید شیرین ادا دیوان ز لعل سخنین
مهر دیوانش ز چرخ طبع چون پرتو فشان	از فروغش شد دیوان نور چشم یقین
آصفی هم از شعاعش اقتباس نور کرد	میکند بر جفت تحسین و بطالع آفرین

از مولانا ترکه لیشاه صاحب کی

چه نظم هم خوش جفا شایه گفته	تو گوئی گوهر نایاب سفته
چو شد مطبوع ترکی بدید شاد	نوشتم سال اولت نگفته

۱۳۲۵

از حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

جلیل نگین دود با هوا هر چه شایه	یقین هر که پندیده انام به یوه
---------------------------------	-------------------------------

روکش در عین

وار اندر آستین

ای طرح گلزمین

نفاذ دارو ساکنین

ت راست زلف عین

ی لکنا الماء العین

ن در آستین

پستی سطح زمین

تا چنگ بستین

رکاب او در زمین

در مداد عینین

نان را بر چین

دعا بھی ہے یہی تاریخ طبع بھی یہی	قبولِ خاطر محبوبِ کلام یہ ہو ۱۳۲۵ھ
ولہ	
نعتیہ نظم کو سخن کے لیے	مایہ افخار و ناز کہو
اور مدارِ مصطفیٰ کو جلیل	سب سے بڑا کہ سخن طراز کہو
جب یہ کہہ لو تو پھر پلے تاریخ	دیجِ پیمبرِ حبیب از کہو ۱۳۲۶ھ
ولہ	
کس منہ سے اُس کلام کی تعریف ہو سکے	جسمین ہو ذکرِ پاک شہِ کائنات کا
تاریخ طبع میں نے جو پوچھی جلیل سے	بولاکہ یہ سخن ہے وسیلہ نجات کا ۱۳۲۶ھ
ولہ	
سکلا ہے بڑی چاہ کا ارمان کا دیوان	جس پر یہ گمان ہے کہ جو حسان کا دیوان
آتی ہے گلِ نعت سے خوشبو سے محمد	اک بارِ مدینہ ہے یہ دیوان کا دیوان ۱۳۲۶ھ
ولہ	

ایک نایاب کتاب ہے کہ
میں اس سے ایسا

اکون دین پر گزشتہ
تاریخ اس دیوان کی تو

کوئی دیکھے یا
تشنہ کا

یہ دردی
مطلوب

خودی کو بھول حبیب خدا کی یاد بھول	سایہ ہے کہ اے غافل
درو در پڑنے کو قابل بن نعت پاک کو بھول ۱۳۲۵	جلیل عرش سے آیا ہے مصرع تاریخ
ولہ	
اس نگ ہو رنگ چین ہو گرد اے وصل علی	لاکھوں مین یہ نگین سخن ہو فردا اے وصل علی
ہے کیا کلام نعت بھی پر درو اے وصل علی ۱۳۲۵	تاریخ اس دیوان کی تہ جلیل اچھی کبھی
ولہ	
کس قدر جوش ہے عقیدت کا	کوئی دیکھے یہ نعت کے اشعار
بارک اللہ ہے چشمہ رحمت کا ۱۳۲۵	تشنہ کا مون مین شور ہے یہ قلیل
ولہ	
پتھر بھی اگر ول ہو تو پیدا ہو گداز	یہ درو کی باتیں یہ سخن کا انداز
دوبار کہو ہے نعت گوئی اعجاز ۱۳۲۵	مطلوب جو تاریخ ہو دیوان کی جلیل
ولہ	

ظلم یہ ہو

کہو

ز کہو

از کہو

نات کا

نجات کا

کا دیوان

کا دیوان

اس سخن پر غش ہیں سب وارفتہ رو چو چلب	کیون پہنوا آتی ہے ہر لفظ سحر و جلیب
و جب میں اگر کہی تاریخ میں نے او جلیل	ہمیں دو اے درود دل اذکار و جو جلیب

۱۳۲۶ھ

ولہ

یہ گلشن نعت کا یار سب اہل	نصا پر اسکی قدسی لوٹ ہوں ان کو سکتا ہوں
جلیل اس گلشن میں یہ پیشو	عجب بزرگ گویا طائر سر رہ چھکتا ہوں

۱۳۲۶ھ

از مولوی غلام مصطفیٰ صاحب سبب انخاص

شاد نے خوب نعت لکھی ہے	نظم مقبول ہے یہ سبب بالتحقیق
سال تاریخ طبع کہہ دے رسا	ہو یہ شاد گلشن تو فائق

۱۳۲۵ھ

از مولوی سید میر الدین حسن خان صاحب طہیر دہلوی

ہوا مطبوع لو یہ گلشن نعت	کلام پاک مکر فیض بنیاد
--------------------------	------------------------

مصنف

مبین

سخن

عیان

عجب

غز

عز

عز

عز

مصنفا کے ہیں وہ ابر نیسان
 یمن السلطنۃ دستور سلطان
 سخن کے زور سے ہوتا ہے ظاہر
 عیان ہے فکر سے نازک خیالی
 عجب دلکش ہیں مصنوع دل آویز
 غزالانِ خشن ہیں شاد پر فکر
 عروسان پر ہی پیکر ہیں اشعار
 یہ وہ گلزار ہے ہر نخل جسکا
 شجر کیسا کہ ہر مصرعے موزون
 سراپا نصرتِ حضرت ہے مملو
 سراپا فیض ہے دیوان کہ ہر شعر
 ظہیر اس باغ کی تھی فکر تار بج

گہرا فشان ہے جس کی طبع جواد
 مہاراجہ بہا اور حضرت شاد
 کہ اپنے وقت کے بیشک ہیں استاد
 مضامین خیر ہے طبع خدا داد
 فوٹو گر ہے زبان فیض ارشاد
 کہ دلی گھات میں ہیں شوخ صیاد
 کہ ہر مصرعے ہوا اک شوخ پر یزاد
 ریاضِ خلد کا ہے سرو آزار
 بجائے خود ہے رشکِ سرو شمشاد
 یہ گلشن بھی ہے رشکِ باغ شاد
 بجائے خود سند ہے بحرِ اسناد
 ہوا یہ ہاتھ غیبی سے ارشاد

نگارستان چینی نقش ہزار
۱۳۲۵
رسمیہ باغ و گلشن شاہ آباد
۱۹۰۶

نیر آداب کے لکھ سال تاریخ
و مابے یہ جناب ایزدی سے

از مولوی محمد مظفر الدین صاحب معالی تخلص

ہر یہ شاہ کا بھی الہی قبول ہو
مطبوع طبع احسن خاص رسول ہو
۱۳۲۵

تیرے حبیب پاک کو دربار حق میں
تاریخ طبع اسکی معالیٰ نے کی یہ عرض

ولہ

نعتیہ لکھا ہے دیوان نہایت مرغوب
ہر یہ شاہ ہو مقبول شہنشاہ قلوب
۱۳۱۶

شکر حق اندون دستور شہ آصف نے
سال طبع اسکا یہ فضلی بھی معالیٰ نے کہا

ولہ

در معانی روشن بسکات مضمون سفت
پسند خاطر شاہ اُمم بود سن گفت
۲۳۲۵

وزیر ملک کن چون ہند شاہ رسل
دل معالیٰ بتا رنج طبع دیوانش

